تالیف

محمد اسلم رضا قادری

تحسين الوصول

إلى

مصطلح حديث الرسول

تاليف

محمد أسلم رضا

ناشر

دار أهل السنّة

نام کتاب: تحسین الوصول الی مصطلح حدیث الرسول

مصنف: محمد اسلم رضا

عدد صفحات: 72

سائز: 23x36/16

تعداد: 1100

طباعت: اوّل 1427ھ / 2006ء

پیشکش: ادارۂ اہلِ سنت، فون: 021-6321713

dar_sunnah@yahoo.com

ناشر

مکتبہ برکات المدینہ،

جامع مسجد بہارِ شریعت، بہادر آباد، کراچی

فون: 021-4219324

barkatulmadina@yahoo.com

انتساب

اپنی اس سعی کو دنیائے اسلام کی اُس عظیم شخصیت کی طرف منسوب کرتا ہوں جو شیخِ طریقت ہونے کے ساتھ ساتھ شیخ الحدیث والتفسیر اور صدر العلماء بھی ہیں، شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب کے تربیت یافتہ شاگرد، خلیفہ اور معتمد ہیں، اس زمانۂ ابتری میں بھی اہلِ بریلی کے متفق علیہ مرجع ہیں، اور اپنی پیرانہ سالی کے باوجود درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے جامعہ الدراسات الاسلامیہ بریلی شریف کے صدر المدرّسین ہیں، میری مراد حضرت علامہ قدوۃ الخلف بقیۃ السلف مولانا المنعام استاذ الاساتذہ سیّدی وشیخی مولانا تحسین رضا خان صاحب ہیں، جو مولانا حسنین رضا خان صاحب کے فرزند اور استاذِ زمن، شہنشاہِ سخن مولانا حسن رضا خان صاحب کے پوتے ہیں۔

گر قبول افتد زہے عزوشرف

اللہ تعالیٰ حضرت کو درازیٔ عمر بالخیر والعافیہ عطا فرمائے اور اِن کے فیوض وبرکات سے ہمیں اور جمیع امّتِ مسلمہ کو متمتع فرمائے۔

آمین بجاہ سیّد المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ افضل الصلاۃ والتسلیم

محمد اسلم رضا قادری

فہرست

تقریظ

عمدة المحدّثین بقية السلف العلاّمة الجليل استاد الکُل

حضرت مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری مدظله العالی

بسم الله الرحمن الرحيم

فاضل نوجوان مولانا علامہ محمد اسلم رضا حَفِظَہُ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے جہاں علم وفضل کی دولت سے نوازا ہے، وہاں مسلکِ اہلِ سنّت وجماعت کے فروغ کے بے پناہ جذبے سے بھی مالا مال کیا ہے۔

"تحسين الوُصول إلى مصطلح حديث الرسول" ﷺ کے نام سے ان کی تازہ تصنیف کے کچھ حصے کا مطالعہ کرنے کا اتفاق ہوا، یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ انہوں نے اِس کتاب میں بڑی دیدہ وری کا ثبوت دیا ہے۔ اصولِ حدیث کی اصطلاحات کو آسان اور سلیس اردو میں تحریر کر کے انہوں نے درسِ نظامی کے طلباء کے لئے آسانی فراہم کی ہے۔ اور اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ حدیث کی جس قسم کی تعریف بیان کی ہے اُس کی مثال بھی پیش کی ہے، مثلاً یہ حدیث صحیح لذاتہٖ ہے، یہ حَسن لذاتہٖ ہے اور یہ ضعیف ہے۔ مزید برآں حدیث شریف کی مختلف قسموں کے مآخذ ومراجع کی نشاندہی بھی کی ہے۔ اِس اعتبار سے اِن کی یہ کتاب اِنفرادیت کی حامل بن گئی ہے۔

اللہ کرے زورِ قلم اَور زیادہ

محمد عبد الحکیم شرف قادری

۲۴ رمضان المبارک ۱۴۲۷ھ

۱۸ اکتوبر ۲۰۰۶ء

لاہور

تقریظ

استاد الاساتذہ حضرتِ علامّ شیخ الحدیث والتفسیر

مولانا حافظ عبد السّتار سعیدی صاحب

دامت فیوضھم

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم، وعلى آله وأصحابه أجمعين، أمّا بعد:

فاضلِ جلیل پیکرِ اخلاص عزیزِ مکرّم حضرت علامہ مولانا محمد اسلم رضا قادری زِیدَ مَجدُہٗ کی تصنیفِ جلیل "تحسين الوصول إلى مصطلح حديث الرسول" دیکھنے کا موقع ملا۔ بندہ نے اس کو طلبۂ حدیث واصولِ حدیث کے لئے انتہائی نافع پایا۔ اگر چہ اس موضوع پر کئی زبانوں میں متعدد کتب ورسائل موجود ہیں، مگر مولانا کی یہ قلمی کاوش اِس لحاظ سے منفرد ہے کہ فن کی ضروری اصطلاحات کو جامع ومحیط ہونے کے ساتھ ساتھ مختصر اور سہل بھی ہے۔ ترتیب واسلوبِ بیان انتہائی حسین ومؤثر ہے۔ کتابِ ہٰذا میں اَقسامِ حدیث کو بیان کرتے ہوئے اولاً تعریف بیان کی جاتی ہے، پھر مثال، پھر مثال کا ممثّل لہٗ پر اِنطِباق اور پھر حکم بیان کیا جاتا ہے۔ نیز مثال میں پیش کردہ حدیث کے حوالہ جات بھی ذکر کئے جاتے ہیں۔ اس التزام نے کتاب کی اِفادیت میں مزید اضافہ کردیاہے۔

مولانا موصوف انتہائی محنتی، ذہین، باصلاحیت اور خدمتِ دین کے جذبہ

سے سرشار ہیں۔ متعدد علمی وتحقیقی منصوبے ان کے پیشِ نظر ہیں۔ "ردّ المحتار" پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ کے حاشیہ "جدّ الممتار" کی تحقیق وتخریج پر تیزی سے کام کر رہے ہیں، جو عنقریب زیورِ طباعت سے آراستہ ہوکر منظرِ عام پر آنے والا ہے۔ آپ ابھی نوجوان ہیں، اہلِ سنّت وجماعت کو آپ کی ذات سے بہت توقعات وابستہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر وصحت اور علمی وتحقیقی مَساعی میں برکتیں عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سیّد المرسلین ﷺ

حافظ عبد الستار سعیدی

ناظمِ تعلیمات وشیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ

۱۷؍رمضان المبارک ۱۴۲۷ھ
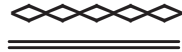
مقدّمة المؤلّف

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاة والسّلام على سيِّد الأنبياء والمرسَلين، وعلى آله وأصحابه أجمعين، أمّا بعد:

اصولِ دینیہ میں سنّتِ نبویہ کی اہمیت کسی پر مخفی نہیں، اِسی لئے زمانۂ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہی سے شمعِ رسالت کے پروانوں نے اِس کی خدمت کا اہتمام کیا، کسی نے اِس کے حِفظ وتدوین کی طرف توجہ کی، کسی نے اس کے نقل وروایت کا التزام کیا اور کسی نے شرح وتفصیل کا، اور یہ سب کے سب آقائے نامدار سرکارِ دوعالَم نورِ مجسّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی ہدایاتِ مبارکہ پر عمل پیرا تھے؛ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عظمت نشان ہے:

((نضّر الله امرأً سمع منّا حديثاً فحفظه حتى يبلّغَه، فرُبّ حامل فقهٍ إلى مَن هو أفقه منه، وربّ حامل فقه ليس بفقيه)).

["سنن أبي داود"، كتاب العلم، باب: فضل نشر العلم، ر: ٣٦٦٠]

کہ خدا تعالیٰ تر وتازہ رکھے اُس بندے کو جس نے میرے اقوال سنے اور اُنہیں یاد کر کے لوگوں تک پہنچایا؛ کیونکہ بہت سے روایت کرنے والے سمجھدار نہیں ہوتے، اور بعض سمجھدار تو ہوتے ہیں مگر جن تک وہ پہنچا رہے ہیں وہ اِن پہنچانے والوں سے زیادہ سمجھ رکھتے ہیں۔

نیز فرمایا: **((احفظوه وأخبروه مَن وراءَ كم)).**

["صحيح البخاري"، كتاب العِلم، باب: تحريض النّبي ﷺ وفد عبد القيس على أن يحفظوا الإيمان، ر: ٨٧]

کہ اسے یاد کرو اور تمہارے بعد آنے والوں تک پہنچادو۔

نیز متعدد احادیث میں فرمایا: **((فليبلّغ الشاهدُ الغائبَ))**

چونکہ زمانہ جیسے جیسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارکہ سے دُور ہوتا چلا جارہا ہے، ویسے ویسے اُس مبارک زمانے کی برکات سے محرومی ہوتی چلی گئی، مثلاً اعمال میں پختگی وہ نہ رہی جو تھی، لوگوں کے حافظے کمزور ہوگئے، امانت داری ویسی نہ رہی، صدقِ مقال پہلے جیسا نہ رہا۔ چنانچہ صحابہ وتابعینِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہی کے زمانے سے اَئمہ محدّثین نے اس بات کی ضرورت محسوس کی کہ ایسے دقیق وسدید مَناہج وقواعد مرتّب کیے جائیں جن کی مدد سے حدیثِ رسول کی حفاظت کی جاسکے اور اسے مضراتِ نقل وروایت وراوی سے بچایا جائے؛ تاکہ قیامت تک آنے والے مسلمانوں تک حدیث رسول اپنی صحیح ترین حالت میں پہنچ سکے، لہٰذا ان حضراتِ قدسیہ نے ایسے قواعد ترتیب دیئے جن کی مدد سے احادیثِ رسول آج اپنی صحیح وسالم ترین صورت میں ہمارے ہاتھوں میں موجود ہیں۔ نیز ان قواعد کو اسلام کی خصوصیات ومفاخر سے شمار کیا گیا؛ کہ آج تک کوئی قوم اپنے نبی کی گفتگو، ارشادات اور اَحوال و کردار کو اس طرح محفوظ نہ کرسکی جس طرح مسلمانوں نے اپنے نبیٔ کریم رؤوف ورحیم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کے آثار شریفہ کو محفوظ کیا۔ آگے چل کر اِنہیں قواعد وضوابط کا نام علمِ اُصولِ حدیث یا علمِ مصطلحِ حدیث رکھا گیا۔

مختلف اَدوار میں محدّثینِ کِرام نے اس مبارک علم کی خدمت کے لئے
اپنے اپنے طرز پر تحریرات یادگار چھوڑیں، جن میں سب سے زیادہ مقبولیت امام ابنِ
صلاح کی کتاب ''مقدمہ ابنِ صلاح'' کو حاصل ہوئی، اور اسی کے طرزِ تحریر کو مزید سہل
اور مختصر کرنے کے لئے امام ابنِ حجر عسقلانی نے ''نخبۃ الفکر'' اور پھر اس کی شرح
''نزہۃ النظر'' تصنیف فرمائی۔ چونکہ ہمارے اس زمانے میں سہل پسندی وآسائش طلبی
اس حد تک پہنچ چکی کہ ماضی قریب کے علمائے ذی وقار سیّدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا
اور صدر الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اردو تحریرات کا مطالعہ بھی ہمارے عوام وخواص پر
شاق گزرتا ہے، چہ جائیکہ علاّمہ ابن حجر کی تصانیفِ عربیہ، اور وہ بھی قدیم طرزِ تحریر میں؛
لہٰذا فقیر نے طلباء کی سہولت کے پیشِ نظر ایک ایسے مختصر رسالے کی تالیف کا قصد کیا
جس میں اصولِ حدیث کے مَباحث سے مجرّد صرف تعریفات ذکر کر دی جائیں؛
تا کہ اُن تعریفات کو اَزبَر کرنے کے بعد طلباء جب ''شرح النخبہ'' وغیرہ شاملِ نصاب
کتب کا مطالعہ کریں تو اُن میں موجود تعریفات کو سمجھنے اور یاد کرنے کے مرحلے سے
پہلے ہی گزر چکے ہوں، اور اب اُن بڑی کتابوں کے مطالعے کے وقت بھر پور توجہ اُن
کے علمی وفنی مَباحث کو سمجھنے کی طرف رہے۔ جیسے ہمارے ہاں رائج نصاب میں منطق
کی پہلی کتاب قبلہ استادِ محترم علامہ حافظ عبد الستار سعیدی صاحب کی تالیف ''تعلیم
المنطق''، کہ ''مرقاۃ'' سے پہلے پڑھائی جاتی ہے، جبکہ قبلہ حافظ صاحب کا اپنا انداز یہ
رہا کہ وہ ''تعلیم المنطق'' سے پہلے اپنی ہی تالیف ''تلخیص المنطق'' پڑھایا کرتے، جس
میں انہوں نے کتبِ منطق میں موجود صرف تعریفات درج فرمادی ہیں، اور مباحث
بالکل ذکر نہیں کئے؛ تا کہ منطق کا مبتدی طالبِ علم مَباحث میں اُلجھ کر تعریفات کے یاد

کرنے سے محروم نہ ہو۔

بعینہٖ اسی پسِ منظر میں زیرِ نظر رسالہ ترتیب پایا ہے، البتہ جملہ اَقسامِ حدیث
کی تعریفات کے ساتھ ساتھ ایک ایک مثال بھی لکھ دی گئی ہے؛ تا کہ تعریفات وامثلہ
کے انطِباق کے ذریعے تقریبِ فہم کا فائدہ حاصل ہو، لیکن میرا مشورہ یہ ہے کہ جہاں
کہیں بھی اس کتاب کو شاملِ نصاب کرنے کی ضرورت محسوس کی جائے، وہاں طلباء کو
صرف وصرف اَقسامِ حدیث کی تعریفات واَحکام یاد کروائے جائیں، مثالیں صرف
تفہیم کی غرض سے ذکر کی گئی ہیں، یاد کروانے کے لئے نہیں؛ تا کہ زیادہ کی دوڑ میں
طلبہ تھوڑے سے بھی محروم نہ رہ جائیں؛ **فإنّ ما لا یُدرَک کلُّه لا یُترک کلُّه**۔

اس کے علاوہ میری یہ کوشش رہی کہ طلبہ کو کم از کم اصولِ حدیث کا ایک مختصر
ترین متن ''**المنظُومة البَیقُونِیّة**'' ضرور حفظ کروا دیا جائے؛ کیونکہ اب ہمارے دِیار
پاک وہند میں میری معلومات کے مطابق علمِ حدیث فقط قرأت کی حد تک محدود ہو کر
رہ گیا، لہٰذا آج ضرورت اِس امر کی ہے کہ مدارس کے طلبہ میں سے اچھی استعداد
واچھے حافظے والے طلباء کا انتخاب کیا جائے اور انہیں احادیث کے مُتون حفظ کروائے
جائیں؛ تا کہ اکابر کے اس قیمتی ورثے کو اپنی کتب سے نکال کر سینوں میں بھی محفوظ کیا
جا سکے، اور ہماری قوم اپنے درمیان دیر تک اچھے اور قابلِ قدر محدّثین کے وجود سے
متمتّع ہو سکے۔ اِسی سوچ کے پیشِ نظر رسالے کے آخر میں ''**المنظومة البَیقُونِیّة**''
شامل کر دیا گیا ہے؛ تا کہ جو مدرس حضرات اسے حفظ کروانا چاہیں اُنہیں یہ منظومہ با
آسانی میسّر آ سکے۔

چونکہ یہ مختصر رسالہ تعلیمی سال ۱۴۲۶/ ۱۴۲۷ھ کے دوران ''**الجامعة**

النعيمية“ فیڈرل بی ایریا کراچی میں ”نزهة النظر شرح نخبة الفکر“ کے تدریسی فرائض انجام دیتے ہوئے ترتیب پایا ہے، لہٰذا میں جامعہ مذکورہ میں درجۂ سابعہ کے طلباء مولانا عارف الحق اور مولانا محمد اسماعیل زید مجدُھما کا تہہِ دل سے شکرگزار ہوں، جنہوں نے اس رسالے کی ترتیب میں میری بھرپور مدد کی۔ اللہ تعالیٰ اُن کے علم، عمل، عمر، فضل اور شرف میں برکتیں عطا فرمائے، اور انہیں دارَین کی بھلائیاں نصیب فرمائے۔ آمین

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ کریم علیہ وعلی آلہ افضل الصّلاۃ والتسلیم کے طفیل فقیر کی اِس سعی کو اپنی بارگاہ میں مقبول فرما کر اسے قبولِ عام عطا فرمائے، اِسے تمام مسلمانوں اور بالخصوص طلباء کے لئے نفع بخش بنائے اور میرے لئے ذخیرۂ آخرت ہو۔

امین بجاہ سیّد المرسلین

واٰخر دعوانا أنِ الحمدُ لِلّٰہ ربّ العالمین۔

محمد اسلم رضا قادری

مدرّس الجامعة النعیمیّة

فیڈرل بی ایریا بلاک ۱۵ کراچی
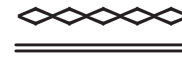
بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

تعریف علمِ اُصولِ حدیث

هو علم يعرف به أحوال السند والمتن، من حيث القبول والرد، وآداب روايته وكيفية فهمه.

[تعليقات العلاّمة الشيخ نور الدين عتر على ”نزهة النظر“، صـ۳۷، و”الإيضاح في علوم الحديث والاصطلاح“، صـ۳۳]۔

یہ وہ علم ہے جس میں رواۃ (سند) اور مروی (متن) کے اَحوال، مقبول ومسترد ہونے کے اعتبار سے معلوم کیے جائیں۔

فائدہ: علمِ اصولِ حدیث کو علمِ **مصطلح الأثر** اور **مصطلح الحديث** بھی کہتے ہیں۔

موضوع: اس علم کا موضوع سَند اور متن ہے، اس اعتبار سے کہ کون سا متن یا سند قابلِ قبول اور کون سا غیر مقبول ہے۔

غرض وغایت:

اس فن کی غرض یہ ہے کہ مقبول اور غیر مقبول حدیث کے درمیان امتیاز کیا جائے، تاکہ مقبول پر عمل ہو اور غیر مقبول کو چھوڑ دیا جائے۔

حدیث کی تعریف:

وهو ما أضيف إلى رسول اللّٰه -صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلّم- من قول أو فعل أو تقرير أو صفة خِلقية أو خُلقية["الإيضاح"، صـ۲۹]

یعنی حدیث اُس قول، فعل، تقریر یا صفتِ خَلقی وخُلقی کا نام ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی طرف منسوب ہو۔

نوٹ: بعض محدّثین کے نزدیک صحابی وتابعی کی طرف منسوب قول، فعل اور تقریر کو بھی حدیث کہا جاتا ہے۔

حدیث پاک کی ابتدائی تقسیم

ہم تک پہنچنے کے اعتبار سے حدیثِ پاک کی دو ٢ قسمیں ہیں:

(١) خبرِ متواتر (٢) خبرِ واحد.

تعریف حدیثِ مُتواتر

یہ وہ حدیث ہے جسے ہر طبقہ (زمانہ) میں ایسی جماعتِ کثیرۃ روایت کرے جن کا قصداً یا سہواً جھوٹ پر متفق ہونا عادۃً محال (ناممکن) ہو۔

اقسامِ متواتر: اس کی دو قسمیں ہیں:

(١) متواترِ لفظی (٢) متواترِ معنوی.

متواترِ لفظی: وہ حدیثِ متواتر ہے جس کے تمام راوی ایک ہی لفظ کے ساتھ روایت کرنے پر متفق ہوں۔

مثال: ((مَن كذب عليّ متعمّداً فليتبوّأ مقعده من النّار)).

["صحيح البخاري"، كتاب العلم، باب إثم من كذب على النبي ﷺ، ر: ١١٠، صـ٢٤]۔

مطابقت: مذکورہ بالا حدیثِ پاک کو اِنہیں الفاظ کے ساتھ ستر (٧٠) سے

زائد صحابۂ کرام نے روایت کیا ہے۔

["نظم المتناثر من الحديث المتواتر" للكتاني، صـ٣٥، ٣٩]

متواترِ معنوی: وہ حدیث ہے جس کے راوی مختلف الفاظ سے اُسے روایت کریں، لیکن تمام الفاظ ایک ہی معنی ومفہوم کا فائدہ دیں۔

مثال: أخرج البخاري عن أبي موسىٰ -رضي الله تعالىٰ عنه- أنّ النبيّ ﷺ توضّأ ثم رفع يدَيه، فقال: ((اللّهم! اغفر لعُبيد أبي عامر)). ["صحيح البخاري"، كتاب الجهاد والسير، باب نزع السهم من البدن، ر: ٢٨٨٤، صـ٤٧٦، ٤٧٧، و"صحيح مسلم"، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أبي موسى وأبي عامر الأشعريين رضي اللّٰه تعالى عنهما، ر: ٢٤٩٨، صـ١٠٩٩، ١١٠٠]۔

مطابقت: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دعا میں ہاتھ اٹھانے کی حدیث متواترِ معنوی ہے، اور دعا میں ہاتھ اٹھانے کی حدیث کو بیس (٢٠) سے زائد صحابہ نے روایت کیا ہے، ہر روایت میں مختلف واقعے کا ذکر ہے، لیکن تمام واقعات میں حضور کا دعا میں ہاتھ اُٹھانا ایک امرِ مشترک ہے۔ حاصل یہ کہ بیس سے زائد صحابہ نے مختلف الفاظ سے دعا میں ہاتھ اٹھانے کی حدیث کو روایت کیا ہے، لیکن تمام روایات کے الفاظ ایک ہی معنی ومفہوم کو ادا کر رہے ہیں۔

حکم: حدیثِ متواتر علمِ یقینی کا فائدہ دیتی ہے۔

مصادرِ احادیثِ متواترہ:

(۱) "**قطف الأزهار المتناثرة في الأخبار المتواترة**" للإمام السيوطي. (۲) "**نظم المتناثر فی الحديث المتواتر**": للسيّد محمد جعفر الكتّاني. ["الإيضاح"، صـ٥١]

تعریفِ خبرِ واحد

وہ حدیثِ پاک جس میں متواتر کی شرائط جمع نہ ہوں، خواہ اُن میں سے ایک ہی شرط مفقود ہو، خبرِ واحد کہلاتی ہے۔

نوٹ: چونکہ حدیثِ متواتر کی سَند میں تحقیق نہیں کی جاتی؛ لہٰذا محدّثینِ کرام نے اس سے بحث نہیں کی، بلکہ خبرِ واحد ہی سے بحث کرتے ہیں، نیز اِسی کو خبرِ آحاد بھی کہتے ہیں؛ کہ آحاد واحد کی جمع ہے۔

حکم: خبرِ واحد، علمِ نظری (استدلالی) کا فائدہ دیتی ہے۔

خبرِ واحد کی مختلف اعتبارات سے بہت سی تقسیمات ہیں، اور ہر تقسیم کے تحت متعدد اَقسام ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

خبرِ واحد کی پہلی تقسیم

قبول ورَد کے اعتبار سے خبرِ واحد کی درج ذیل تین۳ قسمیں ہیں:

(۱) **صحیح** (۲) **حَسن** (۳) **ضعیف.**

نوٹ: حدیثِ صحیح کی دو۲ قسمیں ہیں: **صحیح لذاتہٖ** اور **صحیح لغیرہٖ**، لیکن جب مطلقاً حدیثِ صحیح کہا جائے تو اس سے مراد **صحیح لذاتہ** ہوا کرتی ہے۔

صحیح: صحیح وہ حدیث ہے جس کے تمام راوی عادل اور تام الضبط ہوں، اِس کی سَند ابتداء سے انتہاء تک متصل ہو، نیز وہ حدیث علتِ خَفیہ قادِحہ اور شذوذ سے بھی محفوظ ہو۔

مثال: أخرج البخاري في كتاب الأذان قال: حدّثنا عبد الله بن يوسف قال: أخبرنا مالك عن ابن شهاب عن محمد بن جبير بن مطعم عن أبيه قال: ((سمعتُ النّبيَ ﷺ قرأ في المغرب بالطور)).

["صحيح البخاري"، كتاب الأذان، باب الجهر في المغرب، ر:٧٦٥، صـ١٢٤]۔

مطابقت: مذکورہ بالا حدیث شریف کی سند متصل ہے؛ کیونکہ اس میں ہر راوی نے اپنے شیخ سے یہ حدیث سنی ہے، اوراس کے تمام راوی علمائے جرح وتعدیل کی نظر میں عادل اور تام الضبط ہیں، لہٰذا یہ حدیث صحیح ہے۔

حکم: تمام محدّثین، فقہاء اور معتبر علمائے اصول کا اس بات پر اِجماع ہے کہ حدیثِ صحیح پر عمل واجب ہے اور یہ دلائلِ شرعیہ میں سے ایک دلیل وحجت ہے۔

مصادرِ احادیثِ صحیحہ:

(۱) "**صحيح البخاري**" (۲) "**صحيح مسلم**" (۳) "**المستدرَك على الصحيحَين**" للحاكم (۴) "**صحيح ابن خُزَيمة**"، (۵) "**صحيح ابن حِبّان**" (٦) "**المُختارة**" للضياء المقدسي.

["الإيضاح"، صـ٥٩]

صحیح لِغیرہ: یہ وہ حدیث ہے جس میں صحیح کی شرائط میں سے کوئی ایک شرط کم ہو، اور اسے کسی دوسری روایت سے تقویت حاصل ہو۔

مثال: **قال الترمذي في "جامعه": حدثنا أبو كريب: حدّثنا عبدة بن سليمان عن محمد بن عمرو عن أبي سلمة عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: ((لو لا أن أشقّ على أمّتي لأمرتُهم بالسّواك عند كلّ صلاة)).** ["جامع الترمذي"، أبواب الطهارة، باب ما جاء في السواك، ر: ٢٢، صـ٧]

مطابقت: مذکورہ بالا حدیثِ پاک کے راویوں میں سے ایک راوی محمد بن عمرو پر بعض ائمہ نے سوءِ حفظ کا حکم لگایا ہے، لہٰذا اس وجہ سے ان کی یہ حدیث **حَسن لذاتہٖ** کہلائے گی، لیکن ان کی اس روایت کی تائید دوسرے طریق سے ہوگئی لہٰذا یہ حدیث **صحیح لغیرہٖ** ہوگئی۔

حکم: حدیثِ **صحیح لِغیرہ** قابلِ حجت ہے، لیکن مرتبہ میں **صحیح لذاتہٖ** سے کم ہے۔

نوٹ: صحیح کی طرح حدیثِ حسن کی بھی دو۲ قسمیں ہیں: **حسن لذاتہ** اور **حسن لغیرہ**، لیکن جب مطلقاً حدیثِ حَسن کہا جائے تو اس سے مراد **حسن لذاتہ** ہوا کرتی ہے۔

حدیثِ حَسن: وہ حدیثِ پاک جو حدیثِ صحیح کی تمام شرائط کی جامع ہو، لیکن صرف ضبطِ راوی میں کمی ہو۔

مثال: **قال الإمام أحمد في "المُسنَد": حدثنا يونس وأبو سلمة الخزاعي، قالا: حدثنا ليث عن يزيد -يعني ابن الهاد- عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جدّه أنّه سمع النبيّ ﷺ يقول: ((ألا أخبركم بأحبّكم إليّ وأقربكم منّي مجلساً يوم القيامة؟!)) فسكت القوم فأعادها مرّتَين أو ثلاثاً، قال القوم: نعم يارسول الله! قال: ((أحسنكم أخلاقاً)).**

["المسند" لأحمد، مسند عبد الله بن عمرو بن العاص، ر: ٦٧٤٧، ٢/٦١٠، و"صحيح ابن حِبّان"، كتاب البرّ والإحسان، ذكر بيان بأنّ من حسن خلقه كان في القيامة ممن قرب مجلسه من المصطفى، ر: ٤٨٥، صـ١٣٥]۔

مطابقت: مذکورہ بالا حدیث شریف کے راویوں میں سے عمرو بن شعیب اور ان کے والد شعیب بن محمد، صَدوق ہیں، اِن کے علاوہ دیگر راوی ثقہ ہیں، چونکہ صَدوق راوی کا حفظ ثقہ کے حفظ سے کم ہوتا ہے؛ لہٰذا یہ حدیث **حَسن لذاتہٖ** ہے۔ اس کا حکم **حَسن لِغیرہٖ** کے ساتھ ذکر ہوگا۔

مصادرِ احادیثِ حَسنہ:

(١) **"الجامع"**، للإمام محمد بن عيسى الترمذي (٢) **"السُنن"**، للإمام أبي داود سليمان السِجستاني (٣) **"السُنن"**، للإمام أحمد بن شعيب النَسائي (٤) **"سُنن المصطفى"** للإمام محمد بن

يزيد ابن ماجه (۵) "**المسند**" للإمام أحمد بن حنبل.

["الإيضاح"، صـ٨٤]۔

حسن لِغیرہ: یہ وہ حدیثِ ضعیف ہے جس کی سندیں متعدد ہوں، اور کوئی راوی متّہم بالکذب یا متّہم بالفسق نہ ہو۔

مثال: **أخرج الترمذي من طريق سفيان -الثوري- عن زيد العمّي عن أبي إياس معاوية بن قُرَّة عن أنس بن مالك -رضي الله تعالىٰ عنه- قال: ((قال رسول الله صلّى الله تعالىٰ عليه وسلّم: الدعا لا يُردّ بين الأذان والإقامة)).** ["جامع الترمذي"، أبواب الصّلاة، باب ما جاء في أنّ الدعاء لا يردّ بين الأذان والإقامة، ر: ٢١٢، صـ٥٩]۔

مطابقت: مذکورہ بالا حدیثِ پاک دو سندوں سے مروی ہے، اسی لیے امام ترمذی نے اس حدیث کو **حَسن لِغیرہ** کہا ہے، ایک سَند وہ جو سفیان ثوری کے طریق سے ہے، اس میں صرف زید بن حواری عمّی ضعیف راوی ہیں، اس اعتبار سے یہ حدیث ضعیف ہوئی، جبکہ دوسری سند جو ابو اسحاق الہمدانی کے طریق سے آئی ہے، اس میں تمام راوی ثقہ ہیں، لہٰذا اُس پہلی سند کی بنا پر مذکورہ حدیث **حَسن لِغیرہ** ہے، جبکہ دوسری سند کے اعتبار سے صحیح ہے۔

حسن لذاتہ اور حسن لغیرہ کا حکم: حسن لذاتہ اور حسن لغیرہ قابلِ حجت ہیں، البتہ تعارُض کے وقت حسن لذاتہ، حسن لغیرہ پر مقدّم ہوگی، نیز حدیثِ حسن کبھی تعدّدِ طرق کی بناء پر **صحیح لِغیرہ** کا درجہ پالیتی ہے۔

حدیثِ ضعیف: وہ حدیث جس میں صحیح اور حسن کی شرائط نہ پائی جائیں ضعیف کہلاتی ہے۔

مثال: **أخرج الترمذي من طريق عبد المنعم -صاحب السِّقاء- قال: حدّثنا يحيى بن مسلم عن الحسن وعطاء عن جابر بن عبد الله -رضي الله تعالىٰ عنهما- أنّ رسول الله ﷺ قال لبلال: ((يابلال! إذا أذّنتَ فترسّل في أذانك، وإذا أقمتَ فاحدر، واجعل بين أذانك وإقامتك قدرَ ما يفرغ الآكلُ من أكله، والشّاربُ من شُربه، والمعتصر إذا دخل لقضاء حاجته، ولا تقوموا حتّى تروني)).** ["جامع الترمذي"، أبواب الصّلاة، باب ما جاء في الترسّل في الأذان، ر: ١٩٥، صـ٥٤]۔

مطابقت: مذکورہ بالا حدیثِ پاک کے راویوں میں سے عبد المنعم "صاحب سقاء" ہیں، جن کو ابو حاتم نے منکر الحدیث کہا، اور دارِ قطنی نے ضعیف قرار دیا؛ اس لیے یہ حدیث ضعیف ہوگئی۔

حکم: فضائل ومناقب میں حدیثِ ضعیف پر عمل جائز، بلکہ بعض صورتوں میں مستحب ہے، (ماسوائے موضوع کے؛ کہ یہ درحقیقت حدیث ہے ہی نہیں) جبکہ اَحکامِ حلال وحرام میں ضعیف پر عمل نہیں کیا جائے گا، **إلاّ في مواضع الاحتياط.**

اور جو اِس کی تفصیل جاننا چاہے اُس پر امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے رسالہ "**مُنير العين**" کا مطالعہ لازم؛ کہ حدیثِ ضعیف کی اَبحاث اِس قدر تفصیلاً اِس کے سِوا میں ہرگز نہ پائے گا۔

اَقسامِ ضعیف

حدیثِ ضعیف کی مختلف حیثیتوں سے کئی اَقسام ہیں، اُن میں سے چند درج ذیل ہیں:

(۱) مُرسَل — (۲) منقطع
(۳) مُعضَل — (۴) معلّق
(۵) مُدلَّس — (۶) شاذ
(۷) مُنکَر — (۸) مضطرِب
(۹) مقلوب — (۱۰) مُدرَج
(۱۱) مصحَّف ومحرَّف — (۱۲) مُعَلّ (معلَّل)
(۱۳) متروک — (۱۴) موضوع.

حدیثِ مُرسَل: وہ حدیث ہے کہ صحابی یا تابعی واسطہ ذکر کئے بغیر نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کرے۔

مثال: أخرج مالك عن هشام بن عُروة عن أبيه (عُروة بن الزبير) أنّه قال: سُئل رسولُ اللّٰه، فقيل له: يارسول اللّٰه ! إنّ أُناساً من أهل البادية يأتوننا بِلُحمان، ولا ندري هل سمّوا اللّٰهَ عليها أم لا؟ فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم: ((سمّوا اللّٰهَ عليها، ثمّ كُلوها))، قال مالك: وذلك في أوّل الإسلام. ["المؤطا"، كتاب الذبائح، باب ما جاء في التسمية على الذبيحة، ر: ١٠٥٤، ص-٢٧٧]۔

مطابقت: اس حدیث شریف کی سند میں راوی عروہ بن زبیر ہیں، اور یہ تابعی ہیں، انہوں نے اس حدیث کو نبی کریم رؤوف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مرفوعاً روایت کیا ہے، اور اپنے شیخ کا ذکر نہیں کیا، لہٰذا یہ حدیث مرسَل ہے۔

حکم: مرسَلِ صحابی جمہور محدّثین کے نزدیک قابلِ حجت ہے، البتہ اس کے علاوہ دیگر مرسَلات میں تین مذاہب ہیں۔ (۱) امامِ اعظم ابوحنیفہ، امام مالک اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک مطلقاً حجت ہے۔ (۲) جمہور محدّثین کے نزدیک مطلقاً ضعیف ہے۔ (۳) اور امام شافعی کے نزدیک بعض صورتوں میں حجت ہے اور بعض صورتوں میں حجت نہیں۔

مصادرِ احادیثِ مُرسَلہ:

(١) "**المَراسيل**"، للسِجستاني (٢) "**المَراسيل**"، لابن أبي حاتم الرازي (٣) "**بيان المَراسيل**"، لأبي بكر أحمد بن هارون البرديجي (٤) "**جامع التحصيل بأحكام المَراسيل**"، لصلاح الدين العَلائي. ["الإيضاح"، ص-١٤١]

حدیثِ منقطع: وہ حدیث ہے جس کی سند میں صحابی سے پہلے کوئی ایک راوی کسی ایک یا متعدد مقامات سے ساقط ہو۔ ["الإيضاح"، ص-١٤٤]

نوٹ: اگرچہ منقطع کی تعریف میں دیگر ائمہ کا اختلاف ہے، لیکن معتمد وہی ہے جو بیان کیا گیا۔

مثال: قال أبو يعلى: حدّثنا عبد الأعلى بن حماد النرسي قال:

حدّثنا بشر بن منصور السُلمي عن الخليل بن مرّة عن الفرات بن سلمان قال: قال علي: ((ألا يقوم أحدٌ فيصلّي أربع ركعات قبل العصر، ويقول فيهنّ ما كان رسول الله -صلّى الله تعالىٰ عليه وسلّم- يقول: تمّ نورك فهديتَ فلك الحمد، عظم حلمك فعفوتَ فلك الحمد، بسطتَ يدَيك فأعطيتَ فلك الحمد، ربّنا وجهُك أكرم الوجوه، وجاهك أعظم الجاه، وعطيّتك أفضل العطيّة وأهنؤها)).

["مسند أبي يعلى الموصلي"، مسند علي بن أبي طالب، ر: ٤٤٠، ١/١٥٣]۔

مطابقت: مذکورہ بالا حدیثِ پاک کی سند میں فرات بن سلمان کے بعد اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے راوی ساقط ہے، لہٰذا یہ حدیث منقطع ہے۔

حکم: حدیثِ منقطع ضعیف ہے، قابلِ حجت نہیں۔

مصادرِ احادیثِ منقطعہ:

(١) مؤلّفات ابن أبي الدنيا البغدادي

(٢) "**السُنن**"، للإمام سعيد بن منصور المروزي.

["الإيضاح"، صـ١٤٩].

حدیثِ مُعضَل: یہ وہ حدیث ہے جس کی سند میں سے کسی جگہ مسلسل دو یا دو سے زائد راوی ساقط ہوں۔

مثال: **قال مالك في "المؤطا" بلغني عن أبي هريرة -رضي الله**

تعالىٰ عنه- أنّ رسول الله -صلّى الله تعالىٰ عليه وسلّم- قال: للمملوك طعامه وكسوته بالمعروف، ولا يكلّف من الأعمال إلاّ ما يطيق)).

["المؤطا"، كتاب الاستيذان، باب الأمر بالرفق بالمملوك، ر: ٤١، صـ٥٤٥]۔

مطابقت: مذکورہ بالا حدیثِ پاک کی سند میں امام مالک اور حضرتِ ابوہریرہ کے درمیان دو۲ راوی (محمد بن عجلان اور ان کے والد) ساقط ہیں، لہٰذا یہ حدیث معضَل ہے۔

حکم: حدیثِ معضَل ضعیف ہے، اس کا ضعف معلّق و منقطع سے بھی زیادہ ہے، لہٰذا یہ قابلِ حجت نہیں۔

مصادرِ احادیثِ معضَلہ:

(١) مؤلّفات ابن أبي الدنيا البغدادي (٢) "السُنن"، للإمام سعيد بن منصور المروزي۔ ["الإيضاح"، صـ١٤٩]۔

حدیثِ معلَّق: یہ وہ حدیث ہے جس کی ابتدائے سند سے ایک یا ایک سے زائد راوی مسلسل ساقط ہوں، اگرچہ پوری سند ہی ساقط ہو۔

مثال: **قال أبو نُعيم الأصبهاني: أُخبرتُ عن محمد بن أيوب الرازي قال: حدّثنا مسدّد قال: حدّثنا معتمر بن سليمان عن أبيه عن الحضرمي قال: قرأ رجلٌ عند النّبي -صلّى الله تعالىٰ عليه وسلّم-،**

وكان ليّن الصوت أو ليّن القراء ة، فما بقي أحدٌ من القوم إلاّ فاضت عينُه غير عبد الرحمن بن عوف، فقال رسول الله صلّى الله تعالىٰ عليه وسلّم: ((إن لم يكن عبد الرحمن بن عوف فاضت عينُه، فقد فاض قلبُه)). ["حلية الأولياء وطبقات الأصفياء" لأبي نُعيم، عبد الرحمن بن عوف، ر: ٣١٩، ١/١٤٤]۔

مطابقت: مذکورہ بالا حدیثِ مبارک کی سند میں ابوُنعیم اَصبہانی اور محمد بن ایوب کے درمیان کئی واسطے ہیں، لیکن ابوُنعیم اَصبہانی نے اِن وسائط کو بیان نہیں کیا، لہٰذا یہ حدیث معلّق ہے۔

حکم: حدیثِ معلّق کا حکم حدیثِ منقطع جیسا ہے، یعنی یہ ضعیف ہے اور قابلِ حجت نہیں۔

نوٹ: وہ کتبِ صحیحہ جن کی صحت مسلَّم ہے جیسے ''صحیح بخاری''، و''صحیح مسلم''، اِن میں وارد معلّق احادیث ضعیف نہیں ہیں، بلکہ مقبول بھی ہیں اور قابلِ حجت بھی۔

حدیثِ مدلَّس: وہ حدیث جس کا راوی تدلیس میں مشہور ہو، اور اُس میں یہ شبہ پایا جائے کہ اُس نے کسی راوی کو چھوڑ دیا ہے، یا وہ اپنے سَماع کا وہم دلا رہا ہو۔

مثال: **روي عن علي بن خشرم قال: ((كنّا عند سفيان بن عيَينة فقال: الزُهري، فقيل له: سمعتَه من الزُهري؟ فسكت، ثم قال: الزُهري، فقيل له: حدّثكم الزُهري؟ فقال: لم أسمعه من الزُهري، ولا**

ممّن سمعه من الزُهري، حدّثني عبد الرزاق عن معمر عن الزُهري)). ["جامع التحصيل" لأبي سعيد العلائي، ١/٩٧، ٩٨، و"معرفة علوم الحديث" للحاكم، ذكر النوع السادس والعشرين من علوم الحديث، صـ١٠٥]۔

مطابقت: مذکورہ بالا حدیث شریف کی سند میں راوی سفیان بن عیَینہ نے اپنے اور زُہری کے درمیان واسطے چھوڑ دیئے ہیں، جبکہ درمیان میں عبد الرزاق اور مَعمر راوی بھی ہیں؛ اس لیے یہ حدیث مدلَّس ہے۔

حکم: حدیثِ مدلَّس کے قبول ورَد کے بارے میں دو قول مشہور ہیں:

(۱) حدیثِ مدلَّس مطلقاً غیر مقبول ہے۔

(۲) اگر مدلِّس راوی اپنے سَماع کی تصریح کردے، مثلاً: **سمعتُ** یا **حدّثنا** وغیرہ الفاظ کہے تو اُس کی حدیث مقبول ہوگی، بصورتِ دیگر اس سے اجتناب کیا جائے گا۔

مصادرِ احادیثِ مُدلَّسہ:

(١) "**منظومة**"، للإمام الذهبي (٢) "**التَبيين لأسماء المدلِّسين**"، لبرهان الدين أبي الوفاء العجمي (٣) "**تعريف أهل التقديس بمراتب الموصوفين بالتدليس**"، للعسقلاني.

["الإيضاح"، صـ١٦٣]۔

حدیثِ شاذ: وہ حدیث ہے جس کا راوی ثقہ مقبول ہو، لیکن اِس حدیث کے روایت کرنے میں اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت کرے، تو اِس ثقہ کی روایت کو شاذ، اور اُس اَوثق کی روایت کو محفوظ کہتے ہیں۔

مثال: **أخرج الترمذي من طريق سفيان بن عيَينة عن عمرو بن دينار عن عَوْسجة عن ابن عبّاس ((أنّ رجلاً مات على عهد رسول الله ﷺ، ولم يدع وارثاً إلاّ عبداً هو أعتقه، فأعطاه النّبي ﷺ ميراثه)).** ["جامع الترمذي"، أبواب الفرائض، باب في ميراث المولى الأسفل، ر: ٢١٠٦، ص-٤٨٣]۔

وقد روى هذا الحديث النَسائي أيضاً من طريق ابن جريج عن عمرو بن دينار عن عوسجة عن ابن عبّاس ((أنّ رجلاً))...الحديث. ["السنن الكبرى" للنسائي، كتاب الفرائض، باب إذا مات العتيق وبقي المعتق، ر: ٦٤١٠، ٨٨/٤]۔

مطابقت: مذکورہ بالا دونوں حدیثوں کے راوی بالاتفاق ثقہ ہیں، جن میں سے سفیان بن عیَینہ اور ابنِ جریج نے اس حدیث کو متصلاً روایت کیا ہے، جبکہ اسی حدیث کو حمّاد بن زید نے بھی روایت کیا ہے، لیکن انہوں نے مرسَل روایت کیا ہے، اور حماد بن زید، سفیان بن عیینہ اور ابن جریج سے زیادہ ثقہ ہیں، لہٰذا سفیان بن عیینہ اور ابن جریج کی حدیث شاذ ہوگی، اور حماد بن زید کی روایت محفوظ کہلائے گی۔

حکم: حدیثِ شاذ ضعیف وغیر مقبول ہے، لہٰذا اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔

حدیثِ محفوظ: یہ شاذ کے مقابل ہوتی ہے، یہ وہ حدیث ہے جس میں اَوثق راوی اپنے سے کم درجہ والے ثقہ راوی کی مخالفت کرے، چنانچہ اَوثق کی روایت کو محفوظ، اور اُس ثقہ کی روایت کو شاذ کہتے ہیں۔

مثال: اس کی مثال وہی ہے جو شاذ کے بیان میں گزری؛ کہ اُس میں حماد بن زید کی روایت محفوظ، اور سفیان بن عیَینہ اور ابنِ جریج کی روایت کو شاذ کہیں گے۔

حکم: حدیثِ محفوظ کا ذکر احادیثِ ضعیفہ کے ضمن میں حدیثِ شاذ کے مقابل ہونے کی وجہ سے آیا ہے، ورنہ درحقیقت یہ حدیث مقبول اور قابلِ عمل ہے۔

حدیثِ منکَر: یہ وہ حدیث ہے جس میں ضعیف راوی کسی ثقہ راوی کے مخالف روایت کرے، لہٰذا اِس ضعیف کی روایت کو منکَر کہیں گے۔

مثال: **روى ابن أبي حاتم الرازي من طريق حبيب بن حبيب الزيّات عن أبي إسحاق السبيعي عن العيزار بن حُريث عن ابن عبّاس -رضي الله تعالىٰ عنهما- عن النّبي -صلّى الله تعالىٰ عليه وسلّم- قال: ((مَن أقام الصّلاةَ، وآتى الزكاةَ، وحجّ، وصام، وقرى الضيف دخل الجنّة)).** ["علل ابن أبي حاتم": ر: ٢٠٤٣، ١٨٢/٢]

مطابقت: مذکورہ بالا حدیثِ پاک میں حبیب بن حبیب راوی ضعیف ہیں، نیز تمام ثقہ راویوں نے اِسی حدیث کو موقوفاً روایت کیا ہے، جبکہ حبیب نے اِس حدیث کو مرفوعاً روایت کر کے ثقہ راویوں کی مخالفت کی ہے، لہٰذا حبیب کی روایت منکَر ہے، اور اِن کے علاوہ دیگر ثقہ راویوں کی روایت معروف ہے۔

حکم: حدیثِ منکَر انتہائی ضعیف ہوتی ہے، کیونکہ ایک تو راوی خود بھی ضعیف ہوتا ہے، ساتھ ہی ثقہ راویوں کی روایت کے مخالف روایت بھی کرتا ہے۔

حدیثِ معروف: وہ حدیث جس کا راوی ثقہ ہو اور ضعیف راوی اِس کی روایت کے مخالف روایت کرے۔

مثال: حدیثِ معروف کی مثال وہی ہے جو منکَر کی مثال ہے، بایں طور کہ اِس میں حبیب کے علاوہ دیگر ثقہ راویوں کی روایت معروف ہے۔

حکم: حدیث معروف کا ذکر احادیثِ ضعیفہ کے ضمن میں حدیثِ منکَر کے مقابل ہونے کے سبب آیا ہے، ورنہ درحقیقت یہ حدیث مقبول اور قابلِ عمل ہے۔

حدیثِ مضطرِب: ایسی حدیث جسے وجوہِ مختلفہ سے روایت کیا جائے، اور اُن وجوہ میں سے بعض کو دیگر بعض پر ترجیح دینا ممکن نہ ہو، مضطرِب کہلاتی ہے۔

مثال اضطرابِ سند: **روى سيّدنا علي -رضي الله تعالىٰ عنه- عن النّبي -صلى الله تعالىٰ عليه وسلم- أنّه قال: ((إذا عطس أحدكم فليقل: الحمد لله على كل حال، فليُقَل له: يرحمكم الله، وليقل هو: يهدِيكم الله ويُصلح بالَكم)).**

["العلل الواردة في الأحاديث النبوية" للدارقطني، ر: ٤٠٣، ٢٧٦/٣]

مطابقت: مذکورہ بالا حدیثِ شریف کا مدار علی بن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ پر ہے۔ ان سے اس حدیث کو روایت کرنے والی علماء کی دو بڑی جماعتیں ہیں، جن میں سے ایک یحییٰ القطّان، علی بن مسہر، منصور بن ابی اسود، ابوعوانہ اور ابن ابی ذئب وغیرہ پر مشتمل ہے، جبکہ دوسری جماعت شعبہ بن الحجّاج اور عدی بن عبدالرحمٰن ابی الہیثم ہیں۔

پہلی جماعت نے اس حدیث کو درج ذیل سند سے روایت کیا:

عن محمد بن عبد الرحمن بن أبي ليلى عن أخيه عيسى عن أبيه عن علي بن أبي طالب رضي الله تعالىٰ عنه.

جبکہ دوسری جماعت نے اِسی حدیث کو درج ذیل سند سے روایت کیا ہے:

عن محمد بن عبد الرحمن بن أبي ليلى عن أخيه عيسى عن أبيه عبد الرحمن بن أبي ليلى عن أبي أيوب الأنصاري.

مذکورہ بالا حدیث میں اضطراب محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ قاضی سے واقع ہوا، جنہیں ائمۂ حدیث نے سَيِّئُ الحِفظ کہا ہے۔

مثال اضطرابِ متن: **روي عن أنس -رضي الله تعالىٰ عنه- أنّه قال: ((قمتُ وراءَ أبي بكر وعمر وعثمان، فكلّهم كان لا يقرأ بسم الله الرحمٰن الرحيم إذا افتتح الصّلاة)).** ["المؤطا"، كتاب الصّلاة، باب العمل في القراءة، ر: ١٧٩، صـ٥١، ٥٢، و"صحيح مسلم"، كتاب الصّلاة، باب: حجّة مَن قال: لا يجهر بالبسملة، ر: ٨٩٠، صـ١٦٩]

مطابقت: امام ابوعمر ابن عبدالبرّ نے اپنی کتاب "التمہید"، ٢٢٨/٢ میں مذکورہ بالا حدیث کو مضطرِب کہا ہے؛ کیونکہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت سارے راویوں نے اس حدیث کو مختلف الفاظ سے روایت کیا ہے، جن کے مابین تطبیق بھی نہیں ہوسکتی، لہٰذا مذکورہ حدیث مضطرِب کہلاتی ہے۔

حکم: حدیث میں اضطِراب، اس کے ضعف پر دلالت کرتا ہے، لیکن جب

حدیثِ مضطرِب کے تمام راوی تام الضبط ہوں تو اس حدیثِ مضطرِب کو صحیح کہا جاسکتا ہے۔

حدیثِ مقلوب: یہ وہ حدیث ہے جس کی سند یا متن کے لفظ کو دوسرے لفظ سے تبدیل کردیا جائے، یا ایک راوی کی جگہ دوسرے راوی کا نام ذکر کیا جائے، یا الفاظ کو مقدّم اور موَخّر کیا جائے۔

مثال: أخرج الطبراني عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: **((إذا أمرتُكم بشيء فأتوه، وإذا نهيتُكم عن شيء فاجتنبوه ما استطعتم))**. ["المعجم الأوسط" للطبراني، مَن اسمه إبراهيم، ر: ۲۷۱۵، ۲/۱۱۷]

مطابقت: مذکورہ بالا حدیثِ پاک کا متن مقلوب ہے؛ کیونکہ امام بخاری وامام مسلم نے اس حدیث کا متن اِن الفاظ سے ذکر کیا ہے **((ما نهيتُكم عنه فاجتنبوه، وما أمرتُكم به فأتوا منه ما استطعتم))**.

["صحيح البخاري"، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنّة، باب الاقتداء بسنن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلّم، ر: ۷۲۸۸، صـ۱۲۵٤، و"صحيح مسلم"، كتاب الفضائل، باب توقيره صلّى الله تعالى عليه وسلّم، ر: ٦١١٣، صـ١٠٣٥، ١٠٣٦]۔

حکم: حدیثِ مقلوب، ضعیف وغیر مقبول کی اَقسام میں سے ہے، اگر قلب سے مقصود روایت میں غرابت پیدا کرنا ہو تو اَیسا کرنا جائز نہیں، اور اگر کسی کا امتحان

مقصود ہو تو اُس وقت جائز ہوگا جب بعد میں اس کی تصحیح کردی جائے۔ خلاصہ یہ ہے کہ بعض صورتوں میں قلب جائز اور بعض میں ناجائز ہے۔

حدیثِ مُدرَج: یہ وہ حدیث ہے جس میں کسی راوی کا کلام شامل ہو جائے، جس سے وہم ہو کہ وہ اَلفاظ حدیث ہی کا حصہ ہیں۔

مثال: **حديث ابن مسعود رضي الله تعالى عنه ((تعاهدوا القرآنَ فلهو أشدّ تفصياً من صدور الرجال من النعم في عقلها، ولا يقل أحدكم: نسيتُ كيت وكيت بل هو نُسي))**.["المُسنَد" للإمام أحمد، مسند عبد الله بن مسعود، ر: ٤٠٢٠، ٢/١٠٨]۔

مطابقت: **((تعاهدوا القرآنَ))** یہ حضرت عبداللہ بن مسعود کا کلام ہے، اور **((لا يقل أحدكم))** رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے، یہ فرق بعض رُواۃ پر ملتبس ہوگیا، لہٰذا وہ **((لا يقل أحدُكم))** کو کبھی حضور کا کلام کہتے اور کبھی حضرت عبداللہ بن مسعود کا قول کہتے ہیں، اس طرح متنِ حدیث میں کلامِ غیر درج ہوگیا، جس کے سبب حدیث مُدرَج کہلاتی ہے۔

حکم: تمام فقہاء ومحدّثینِ کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ حدیثِ پاک میں اِدراج حرام ہے، البتہ حدیث کے الفاظ کی تفسیر وتوضیح کرنا مباح قرار دیا گیا ہے۔

مصادرِ احادیثِ مُدرَجہ:

(۱) **"الفصل للوصل والمُدرَج في النقل"**، للخطيب البغدادي (۲) **"تقريب المنهج بترتيب المُدرَج"**، للعسقلاني (۳)**"المَدرَج إلى**

معرفة **المُدرَج**"، للسيوطي (۴)"**تسهيل المَدرَج إلى معرفة المُدرَج**"، لعبد العزيز الغُماري. ["الإيضاح"، ص۔٢٢٢]۔

حدیثِ مصحَّف ومحرَّف: وہ حدیثِ پاک جس میں سیاقِ کلام میں صورتِ خطّی کے باقی رہنے کے باوجود ایک یا ایک سے زائد حروف متغیر ہو جائیں۔اس کی دوصورتیں ہیں:

(۱) اگرنقطوں میں تغیر واقع ہوتو اسے مصحَّف کہتے ہیں۔

(۲) اگرتغیّر شکل کے اعتبار سے ہوتو اسے محرَّف کہتے ہیں۔

مثال: **روت عائشة -رضي الله تعالىٰ عنها- عن النّبي -صلّى الله تعالىٰ عليه وسلّم- أنّه قال في حديث الكهانة: ((تلك الكلمة من الجنّ يخطفها الجنّي، فيقرّها في أذن وليّه قرّ الدجاجة)).**

["صحيح البخاري"، كتاب الأدب، باب قول الرجل للشيء: ليس بشيء وهو ينوي أنّه ليس بحقّ، ر: ٦٢١٣، ص۔١٠٨١، و"صحيح مسلم"، كتاب السّلام، باب تحريم الكهانة وإتيان الكهان، ر: ٥٨١٦، ص۔٩٨٩]

مطابقت: مذکورہ بالا حدیثِ پاک میں بعض راویوں نے ((قرّ الدجاجة)) کے بجائے ((قرّ الزجاجة)) یعنی دال کے بجائے زاء روایت کیا ہے، لہٰذا یہ حدیث مصحَّف ہے۔

حکم: حدیثِ پاک میں تبدیلی جان بوجھ کر کرنا جائز نہیں، نہ سَند میں اور نہ ہی

بالخصوص متن میں؛ کیونکہ متنِ حدیث ہی پر معنیٔ مقصود کا سمجھنا موقوف ہوتا ہے، اگر راوی کثرتِ سہو سے تبدیلی کرتا ہے تو وہ حدیث بیان کرنے میں ضابط شمار نہیں کیا جائے گا۔

مصادرِ مصحَّف ومحرَّف:

(١) "**التصحيف والتحريف وشرح ما يقع فيه**"، لأبي أحمد العسكري (٢) "**إصلاح خطأ المحدّثين**"، للخَطابي.

["الإيضاح"، ص۔٢٨٤]

حدیثِ معلَّل: یہ وہ حدیث ہے جو جامع شروطِ صحت ہونے کی وجہ سے بظاہر صحیح وسالم معلوم ہوتی ہے، لیکن اس میں ایسی علتِ خفیّہ قادِحہ پائی جاتی ہے، جو اِس کی صحت پر اثرانداز ہوتی ہے، نیز اس کا جاننا ہر ایک کے بس کی بات نہیں، بلکہ اس پر اطلاع ماہرینِ فن ہی کا خاصہ ہے۔

نوٹ: حدیثِ معلَّل کو حدیثِ مُعَلّ بھی کہا جاتا ہے۔

مثال: **روى عبد الملك بن جريج عن موسى بن عقبة عن سهيل بن أبي صالح عن أبيه عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلّى الله تعالىٰ عليه وسلّم: ((مَن جلس مجلساً فكثر فيه لغطُه؟، فقال: قبل أن يقوم من مجلسه: "سبحانك اللّٰهم وبحمدك أشهد أن لاّ إله إلاّ أنت أستغفرك وأتوب إليك" إلاّ غفر له ما كان في مجلسه)).**

["جامع الترمذي"، كتاب الدعوات، باب ما يقول إذا قام من مجلسه، ر: ٣٤٣٣، ص۔٧٨٥]۔

مطابقت: مذکورہ بالا حدیثِ مبارک کو سہیل بن ابی صالح سے دوراویوں نے روایت کیا ہے، ایک موسیٰ بن عقبہ کہ ان سے ابن جریج نے روایت کی ہے، دوسرے وُہَیب بن خالد نے سہیل سے یہی حدیث روایت کی ہے، اور اِن سے موسیٰ بن اسماعیل نے اِسی حدیث کو روایت کیا، مذکورہ بالا حدیث بظاہر تو صحیح وسالم معلوم ہوتی ہے، لیکن امام بخاری ودیگر محدّثین نے موسیٰ بن اسماعیل کی روایت کو راجح قرار دیا ہے جبکہ موسیٰ بن عقبہ نے جو روایت کی ہے اُسے معلَّل قرار دیا۔

حکم: حدیثِ معلَّل بھی ضعیف وغیر مقبول ہے۔

مصادرِ احادیثِ معلَّلہ:

(١) **"العِلل"**، لعلي المَدِيني (٢) **"العِلل الواردة في الأحاديث النبويّة"**، للدارقطني (٣) **"عِلل الحديث"**، لابن أبي حاتم الرازي.

["الإيضاح"، صـ١٩٦]

حدیثِ متروک: وہ حدیث ہے جس کے راوی پر جھوٹ کی تہمت ہو، اور وہ حدیث اُس متّہم راوی کے علاوہ کسی اور سند سے مروی نہ ہو، نیز وہ روایت قواعدِ معروفہ کے خلاف بھی ہو۔

مثال: عمرو بن شمر الجعفي الكوفي الشيعي عن جابر عن أبي الطفيل عن علي وعمّار قالا: ((كان النّبی -صلّى اللّٰه تعالٰی علیه وسلّم- يقنت في الفجر، ويكبّر يومَ عرفة من صلاة الغداة، ويقطع

صلاةَ العصر آخر أيّام التشريق)).

["ميزان الاعتدال"، ر: ٦٣٨٤ عمرو بن شمِر، ٢٦٨/٣]

مطابقت: مذکورہ بالا حدیث شریف کی سند میں راوی عمرو بن شمر ہے، جس کے بارے میں امام بخاری نے فرمایا کہ منکر الحدیث ہے، امام نَسائی اور دارِقطنی نے فرمایا کہ متروک ہے، جبکہ ابن حِبّان نے فرمایا کہ رافضی ہے، صحابۂ کرام کو سبّ وشتم کرتا ہے اور ثقہ راویوں کی طرف جھوٹ منسوب کرتے ہوئے موضوع روایات بیان کرتا ہے۔

حکم: متروک پر عمل نہیں کیا جائے گا۔

حدیثِ موضوع: وہ حدیث جس میں کوئی راوی ایسا کذّاب وضّاع ہو جس سے عمداً نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر معاذ اللہ بہتان وافتراء ثابت ہو۔ صرف اَیسے کی روایت کو موضوع کہیں گے، وہ بھی ظنّی طور پر نہ کہ یقیناً؛ کیونکہ بڑے سے بڑا جھوٹا بھی کبھی کبھی سچ بول لیا کرتا ہے۔ اور اگر اُس راوی سے اِفتراء کا قصد ثابت نہیں تو اُس کی روایت موضوع نہیں، بلکہ متروک ہے، اگرچہ وہ متّہم بالکذب ومتّہم بالوضع ہو۔

["نزهة النظر"، مبحث الطعن بكذب الراوی، صـ٨٨]

مثال: يروى أنّ عبد العزيز بن الحارث التميمي سُئل عن فتح مكّة أكان صلحاً أم عنوة؟ فقال: عنوة،-هذا خلاف الحقّ- فلمّا لم يقبل منه، جاء بسند عن الزهري أنّ الصحابة اختلفوا في فتح مكّة

أكان صلحاً أم عنوة؟ فسألوا النبيَ ﷺ، فقال: ((**عنوة**)).

[''تاريخ بغداد مدينة السّلام'' للخطيب البغدادي، ر: ٥٦٣١: عبد العزيز بن الحارث التميمي، ٨/٤٣٦]۔

مطابقت: مذکورہ بالا روایت میں عبد العزیز بن حارث التمیمی راوی ہے، جس نے یہ روایت اپنی طرف سے گھڑ کر بیان کی تھی، اور بعد میں اس کے موضوع ہونے کا اعتراف بھی کرلیا۔

حکم: موضوع فی الواقع حدیث ہے ہی نہیں، اس پر لفظِ حدیث کا اِطلاق صرف اس لیے کیا جاتا ہے کہ سمجھنے سمجھانے میں آسانی ہو۔ علمائے اُمّت کا اتفاق ہے کہ موضوع بالکل مردود وغیرِ مقبول ہے۔ موضوع روایت کو اس کی حالت بیان کیے بغیر روایت کرنا جائز نہیں۔

البتہ بعض وہ ائمہ و مصنّفین جن کا اسلوب شدید اور تشدّد معروف ہے جیسے امام ابنِ جَوزی، امام ذَہبی اور شوکانی وغیرہم، یہ حضرات جب کسی حدیث کو موضوع کہیں تو اَیسے مقام پر دیگر ائمہ مثلاً امام سیوطی وغیرہ کی آراء کو ملحوظ رکھنا بھی ضروری ہے۔

نیز یاد رکھنا چاہیے کہ اگر کوئی حدیث کسی محدّث کے نزدیک موضوع ہے تو اس سے ہرگز یہ لازم نہیں آتا کہ وہ دیگر محدّثین کے ہاں بھی موضوع ٹھہرے، بلکہ عین ممکن ہے کہ وہی حدیث دیگر محدّثین کے ہاں ضعیف وغیرہ کا حکم رکھتی ہو۔

مصادرِ موضوعات:

(١) ''**الموضوعات من الأحاديث المرفوعات**'' (**الأباطيل**)،

للجوزقاني (٢) ''**الموضوعات**''، لابن الجوزي (**٣، ٤**) ''**اللآلي المصنوعة في الأحاديث الموضوعة**''، و''**ذَيل اللآلي**'' للسيوطي (**٥**) ''**تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأحاديث الشنيعة الموضوعة**''، لابن عراق الكناني (٦، ٧) ''**الموضوعات الكبرى**''، و''**الموضوعات الصغرى**''، للقاري (٨) ''**تذكرة الموضوعات**''، للعلاّمة طاهر الفَتني.

[''الإيضاح''، ص۲۱۳]۔

خبرِ واحد کی دوسری تقسیم

اتصال واِنقطاع کے اعتبار سے خبرِ واحد کی درج ذیل پانچ ۵ قسمیں ہیں:

(١) **متّصل** (٢) **مرفوع** (٣) **مُسنَد**

(٤) **موقوف** (٥) **مقطوع**۔

ان اَقسام میں سے ہر ایک کبھی صحیح ہوتی ہیں، کبھی حسن اور کبھی ضعیف، لہٰذا یہ مذکورہ بالا تین ۳ قسموں میں سے جس کے تحت آئیں گی اُن کے لیے اُسی کا حکم ہوگا، یعنی اگر اِن اَقسام میں صحیح کی تمام شرائط پائی جائیں تو یہ صحیح ہوں گی، اور اگر اِن میں کوئی ایک یا ایک سے زائد شرائطِ صحیح مفقود ہوں تو پھر یہ حسبِ شروطِ معلومہ حَسن یا پھر ضعیف ہوں گی۔

حدیثِ متّصل: یہ وہ حدیث ہے جس کی ابتداء سے انتہاء تک تمام راوی ایسے ہوں جنہوں نے اپنے شیخ سے براہِ راست سماعت کی ہو، اور اس پوری سند میں کوئی راوی ساقط نہ ہو، اب چاہے اُس کی انتہاء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

ذاتِ گرامی پر ہو، چاہے صحابی یا کسی تابعی پر۔

مثال: عن مالك عن نافع ((أنّ ابن عمر -رضي الله تعالىٰ عنهما- كان يحلّي بناته وجواريه الذهب، ثمّ لا يخرج من حليّهن الزكاة)). ["المؤطا"، كتاب الزكاة، باب: ما لا زكاة فيه من الحلّي والتبر والعنبر، ر: ١١، ص۔١٤٩]۔

مطابقت: مذکورہ بالا حدیثِ پاک میں کوئی راوی ساقط نہیں، بلکہ اس کے ہر راوی نے اِسے اپنے شیخ سے براہِ راست سُنا ہے۔

حکم: حدیثِ متصل حسبِ شرائطِ معلومہ کبھی صحیح، کبھی حسن اور کبھی ضعیف ہوتی ہے۔

حدیثِ مرفوع: وہ حدیث جس میں نبیٔ کریم ﷺ کے کسی قول، فعل، تقریر یا صفت کو آپ ﷺ کی طرف منسوب کیا گیا ہو مرفوع کہلاتی ہے۔

مثال: قال الإمام أحمد في "المسند": حدثنا يونس وأبو سلمة الخزاعي، قالا: حدثنا ليث عن يزيد -يعني ابن الهاد- عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جدّه أنّه سمع النّبيَ ﷺ يقول: ((ألا أخبركم بأحبّكم إليّ، وأقربكم منّي مجلساً يوم القيامة؟!)) فسكت القوم، فأعادها مرّتَين أو ثلاثاً، قال القوم: نعم يارسول الله! قال: ((أحسنكم خُلقاً)). ["المسند" لأحمد، مسند عبد الله بن عمرو بن العاص، ر: ٦٧٤٧، ٢/٦١٠]۔

مطابقت: اس حدیث میں قول: ((ألا أخبركم))... إلخ، کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا گیا ہے؛ لہٰذا یہ حدیث مرفوع ہے۔

حکم: حدیثِ مرفوع حسبِ شرائطِ معلومہ کبھی صحیح، کبھی حسن اور کبھی ضعیف ہوا کرتی ہے۔

حدیثِ مُسنَد: یہ وہ حدیث ہے جس کی سند نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک مرفوعاً متصل ہو۔

مثال: قال يحيى بن أيوب: حدّثنا ابن عليّة قال: أخبرنا سليمان التيمي، حدّثنا أنس بن مالك قال: ((كان رسول الله ﷺ يقول: اللّٰهم إنّي أعوذبك من العجز والكسل والجُبن والهرم والبُخل، وأعوذبك من عذاب القبر ومن فتنة المحيا والممات)).

["صحيح مسلم"، كتاب الذكر والدعاء، باب التعوّذ من العجز والكسل، ر: ٦٨٧٣، ص۔١١٧٦]۔

مطابقت: اس حدیث کی سند ابتداء سے انتہاء تک متصل ہے، اور یہ سرکارِ دوعالَم نورِ مجسّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکت پر ختم ہوتی ہے۔

حکم: حدیثِ مسند حسبِ شرائط کبھی صحیح کبھی حسن اور کبھی ضعیف ہوتی ہے۔

حدیثِ موقوف: وہ حدیث ہے جس میں صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا قول، فعل یا تقریر روایت کیا گیا ہو، خواہ اس کی سند متصل ہو یا غیر متصل۔

مثال: قال ابن أبي شيبة في "مصنّفه": حدثنا عفّان، قال هو

عثمان بن عفّان، قال: حدثنا سعيد بن زيد قال: ثنا عاصم بن بهدلة قال: ثنا أبو وائل عن عائشة قالت: ((كان عثمان يكتب وصيةَ أبي بكر، قالت: فأغمي عليه، فعجّل وكتب: "عمر بن الخطاب"، فلمّا أفاق قال له أبو بكر: مَن كتبتَ؟ قال: عمر بن الخطاب: قال كتبتَ الذي أردتُ أن آمرك به، ولو كتبتَ نفسَك كنتَ لها أهلاً)).

["المصنّف" لأبي بكر بن شيبة، ر: ٣٢٠٤٠، ٦/٣٦١]۔

مطابقت: مذکورہ بالا حدیثِ پاک میں حضرت عائشہ کا قول ذکر کیا گیا ہے، لہٰذا یہ حدیث موقوف ہے۔

حکم: حدیثِ موقوف بھی مرفوع کی طرح کبھی صحیح، کبھی حسن اور کبھی ضعیف ہوا کرتی ہے، نیز ان میں سے بعض صورتوں میں یہ قابلِ حجت بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ اس کا حکم مرفوع حدیث جیسا ہے، البتہ تعارض کے وقت مرفوع کو ترجیح حاصل ہوگی۔

مصادرِ احادیثِ موقوفہ:

(١) "**المصنَّف**"، لابن أبي شَيبة، (٢) "**المصنَّف**" لعبد الرزّاق الصَنعاني، (٣) "**المؤطا**" للامام مالك، (۴)"**تفسير الطبري**"، لأبي جعفر الطبري (۵) "**تفسير ابن أبي حاتم الرازي**" (٦) "**تفسير أبي بكر النيسابوري**" (٧) "**حِلية الأولياء وطبقات الأصفياء**"، لأبي نُعيم الأصبهاني (٨)"**الأجزاء الحديثيّة**"، لابن أبي الدنيا۔

["الإيضاح"، صـ١٢١]۔

حدیثِ مقطوع: یہ وہ حدیث ہے جس میں کوئی قول یا فعل تابعی کی طرف منسوب ہو، خواہ اس کی سند متصل ہو یا غیر متصل ہو۔

مثال: **قال ابن أبي الدنيا: حدثنا علي ابن الجعد قال: أنبأنا قيس بن الربيع عن الربيع بن المنذر عن أبيه عن الربيع بن خثيم ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجاً﴾ [الطلاق: ٢] قال: ((المخرج من كلّ ما ضاق على النّاس)).** ["الفرج بعد الشدّة" لابن أبي الدنيا، ر: ٤]

مطابقت: مذکورہ بالا حدیثِ پاک میں ربیع بن خثیم ابو یزید کُوفی اور ثقہ تابعی ہیں، اور اس حدیث میں آیت کا تفسیری قول انہی کی طرف منسوب ہے، لہٰذا یہ حدیث مقطوع ہوگی۔

حکم: حدیثِ مقطوع کبھی صحیح، کبھی حسن اور کبھی ضعیف ہوتی ہے، لیکن راجح قول کے مطابق حدیثِ مقطوع قابلِ حجت نہیں۔

نوٹ: مصادرِ احادیثِ مقطوعہ وہی ہیں جو احادیثِ موقوفہ کے مصادر ہیں۔

خبرِ واحد کی تیسری تقسیم

عددِ طُرق کے اعتبار سے خبرِ واحد کی درج ذیل تین ۳ قسمیں ہیں، اِن میں سے ہر ایک حسبِ شرائطِ معلومہ کبھی صحیح، کبھی حَسن اور کبھی ضعیف ہوا کرتی ہے:

(١) مشهور (٢) عزيز (٣) فرد -غريب-.

حدیثِ مشہور: یہ وہ حدیث ہے جس کے راوی ہر زمانہ میں تین یا تین سے زائد ہوں، جبکہ یہ تعداد حدِ تواتر کو نہ پہنچے۔

مثال: قال النّبي صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلّم ((**إنّ اللّٰہ رفیقٌ یحبّ الرِفق، ویُعطي علیہ ما لا یُعطي علی العُنف**)).

["سنن أبي داود"، کتاب الأدب، باب في الرفق، ر: ٤٨٠٧، صـ٦٨٠، و"سنن الدارمي"، کتاب الرقاق، باب في الرفق، ر: ٤١٦، ٤١٦/٢، وغیرھم]

مطابقت: چونکہ اس حدیث کوکئی صحابۂ کرام نے روایت کیا ہے، اور اُن صحابہ سے بہت سے تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے روایت کیا ہے، لہٰذا یہ حدیث مشہور ہے۔

حکم: حدیثِ مشہور کبھی صحیح، کبھی حسن اور کبھی ضعیف ہوتی ہے، لیکن فقط شہرت کی بناء پر حدیثِ مشہور کو صحیح نہیں کہا جا سکتا، بلکہ جب حدیثِ مشہور میں حدیثِ صحیح کی مکمل شرائط پائی جاتی ہوں، تب حدیثِ مشہور کو صحیح کہا جائے گا، بصورتِ دیگر حدیثِ مشہور کو حسبِ شرائطِ معلومہ حسن یا ضعیف کے زُمرے میں رکھا جاتا ہے۔

مصادرِ احادیثِ مشہورہ:

(۱) **المقاصد الحَسنة في بیان کثیر من الأحادیث المشتھرۃ علی الألسِنة**"، للإمام السخاوي، (۲) "**کشف الخَفا ومُزیل الإلتباس عمّا اشتھر من الأحادیث علی ألسِنة النّاس**"، للشیخ إسماعیل العجلوني۔ ["الإیضاح"، صـ۲۳۷]۔

حدیثِ عزیز: وہ حدیث ہے جس کے ہر طبقے (زمانے) میں کم از کم دو راوی ہوں عزیز کہلاتی ہے۔

مثال: ((**لا یؤمن أحدُکم حتّی أکونَ أحبّ إلیہ مِن والدہ وولدہ والنّاس أجمعین**)). ["صحیح البخاري"، کتاب الإیمان، باب: حبّ رسول اللّٰہ ﷺ من الإیمان، ر: ١٥، صـ٦، و"صحیح مسلم" کتاب الإیمان، باب وجوب محبّة رسول اللّٰہ ﷺ... إلخ، ر: ٤٤، صـ٤٠، ٤١، و"سنن النسائي"، کتاب الإیمان، باب علامة الإیمان، ر: ٥٠٢٣، ١١٨/٨، ١١٩]

مطابقت: حدیثِ عزیز کی تعریف اور مذکورہ بالا مثال میں مطابقت یہ ہے کہ اس حدیث کو دو صحابہ (حضرت انس اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے روایت کیا ہے، اور اِن سے کئی تابعین نے روایت کیا ہے۔

حکم: حسبِ شرائطِ معلومہ کبھی صحیح، کبھی حسن اور کبھی ضعیف ہوتی ہے۔

حدیثِ غریب: غریب وہ حدیث ہے جس کا راوی سند کے کم از کم کسی ایک طبقے (زمانے) میں اکیلا ہو، زیادہ سے زیادہ کی کوئی قید نہیں۔

مثال: أخرج البخاري في "صحیحہ" قال: **حدّثنا أبو نُعیم قال: حدّثنا سفیان عن عبد اللّٰہ بن دینار عن ابن عمر -رضي اللّٰہ تعالیٰ عنھما- قال: ((نَھی النّبيُ ﷺ عن بیع الولاء، وعن ھبتہ))**.

["صحیح البخاري، کتاب العتق، باب بیع الولاء وھبتہ، ر:٢٥٣٥، ٦٧٥٦]

مطابقت: اِن میں مطابقت اس طرح ہے کہ حدیثِ مذکور کو ابن عُمر سے صرف عبداللہ بن دینار نے روایت کیا ہے، اور یہ حدیث اِسی طریق سے پہچانی جاتی ہے۔

حکم: حدیثِ غریب کبھی صحیح، کبھی حسن اور کبھی ضعیف ہوتی ہے، عموماً حدیثِ غریب ضعیف ہوا کرتی ہے، لیکن اگر اس میں حدیثِ صحیح کی صفات پائی جائیں تو یہ صحیح میں داخل ہو جاتی ہے، اور اگر اس کا اکیلا راوی ایسا عادل ہو جو خفیفُ الضبط ہو، تو ایسی حدیثِ غریب بھی حَسن بن جاتی ہے۔

["الإیضاح"، ص۔۲۴۳]۔

مصادرِ احادیثِ مفردہ وغریبہ:

(۱) "**مُسنَد البَزّار**"، **لأبي** بكر البزّار، (۲) "**المُعجَم الأوسط**"، للطبراني، (۳) "**كتاب الأفراد**" للدارقطني.

["الإیضاح"، ص۔۲۴۴]۔

خبرِ واحد کی چوتھی تقسیم

صیغِ ادا کے اعتبار سے خبرِ واحد کی درج ذیل دو۲ قسمیں ہیں:

(۱) مُعَنعَن ومؤنّن (۲) مسلسل

حدیثِ مُعَنعَن ومؤنّن: وہ حدیث جسے راوی "حدّثني" یا "أخبَرَني" یا "سمعتُ" کے بجائے لفظِ "عن" کے ساتھ بیان کرے معنعن کہلاتی ہے، جبکہ لفظِ "أنّ" کے ساتھ روایت کی جانے والی حدیث مؤنّن کہلاتی

ہے۔ راوی کا یہ طریقہ عَنعَنہ اور وہ حدیث مُعَنعَن کہلاتی ہے۔

مثال: حدّثنا عثمان بن أبي شيبة ثنا معاوية بن هشام ثنا سفيان عن أسامة بن زيد عن عثمان بن عُروة عن عائشة قالت: قال رسول الله صلّى الله تعالىٰ عليه وسلّم: ((إنّ الله وملائكته يصلّون على ميامِن الصفوف)).

["سنن ابن ماجه"، كتاب إقامة الصّلاة والسنّة فيها، باب فضل ميمنة الصف، ر: ۱۰۰۵، ص۔۱۷۰]

مطابقت: مذکورہ بالا حدیث شریف کو سفیان اور اُنکے بعد والے راوی لفظِ "عن" سے روایت کر رہے ہیں، اس لیے اس حدیث کو مُعنعن کہتے ہیں۔

حکم: حدیثِ معنعن حسبِ شرائطِ معلومہ کبھی متّصل ہوتی ہے اور کبھی منقطع، نیز جمہور محدّثین کے نزدیک معنعن ومؤنّن کے درمیان کچھ فرق نہیں۔

حدیثِ مسلسل: یہ وہ حدیث ہے جس کی سند میں تمام رواۃ کی صفات یا حالات اُس حدیث کے روایت کرنے میں ایک ہی طرح کے ہوں۔

["الإیضاح"، ص۔۲۵۹]۔

مثال: عن أبي هريرة -رضي الله تعالىٰ عنه- قال: ((شبّك بيدي أبو القاسم -صلّى الله تعالىٰ عليه وسلّم-، وقال: خلق الله الأرضَ يومَ السبت، والجبالَ يومَ الأحد، والشجرَ يومَ الاثنين، والمكروهَ يومَ الثُلاثاء، والنورَ يومَ الأربِعاء، والدوابَّ يومَ الخميس،

وآدمَ يومَ الجمعة)).

["معرفة علوم الحديث"، النوع الثامن من المسلسل، صـ۳۳، ۳٤]۔

مطابقت: اس حدیثِ مبارک کوروایت کرتے ہوئے ہرراوی نے اپنے شیخ کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں داخل کرنے کا عمل دہرایا، لہٰذا یہ حدیث مسلسل التشبيك کہلاتی ہے، جوکہ مسلسل بالفعل کی ایک قسم ہے۔

نوٹ: حدیثِ مسلسل کی درج ذیل تین ۳ قسمیں ہیں:

(۱) مسلسل بالفعل (۲) مسلسل بالقول

(۳) مسلسل بالفعل والقول.

حکم: حدیثِ مسلسل حسبِ شروط کبھی صحیح، کبھی حسن اور کبھی ضعیف ہوا کرتی ہے، یعنی مذکورہ تینوں قسموں میں سے جس کی شرائط پائی جائینگی اُسی کے حکم میں ہوگی۔

مصادرِ احادیثِ مسلسلہ:

(۱) "**العَذب السَلسل في الحديث المسلسل**"، للإمام الذهبي (۲) "**الجواهر المفصَّلات في الأحاديث المسلسلات**"، لابن الطيلسان القرطبي (۳، ۴) "**جياد المسلسلات**"، و"**المسلسلات الكبرىٰ**"، للسيوطي (۵) "**المَناهل السلسلة في الأحاديث المسلسلة**"، لمحمد عبد الباقي الأيوبي (٦) "**الفضل المبين في المسلسل من حديث النّبي الأمين**"، للشاه ولي الله الدهلوي.

["الإيضاح"، صـ۲٦۲]۔

ادائیگیٔ حدیث کے صیغوں کا بیان

محدّثینِ کرام حدیث کو جن الفاظ کے ساتھ روایت کرتے ہیں وہ کئی طرح کے ہیں، جیسے: **حدّثني، أخبرني، أنبأني، حدّثنا، أخبرنا، أنبأنا، قرأتُ، كَتب إليّ فلان، عن فلان، قال فلان، روى فلان، كتب فلان، وغير ذلك من الصيغ.**

ان میں درجہ بندی باعتبار مراتب حسبِ ذیل ہے:

(۱) سمعتُ، حدّثني (۲) أخبرني، قرأ تُ عليه (۳) قرئ عليه، وأنا أسمع (۴) أنبأني (۵) ناوَلني (٦) شافَهَني بالإجازة (۷) كَتب إليّ (۸) عن، قال، ذكر، روى۔

["نزهة النظر"، صيغ الأداء... إلخ، صـ۱۲۳، ۱۲٤]

کتبِ حدیث کا بیان

کتبِ حدیث کی مختلف اعتبارات سے درج ذیل دو ۲ مشہور تقسیمیں ہیں:

تقسیمِ اوّل: یہ تقسیم کُتبِ حدیث کی وضع وتالیف اور ترتیبِ مسائل کے اعتبار سے ہے، اس حیثیت سے کتبِ حدیث کی مندرجہ ذیل ۱۳ قسمیں ہیں:

(۱) جامع (۲) سُنن (۳) مُسنَد (٤) مُعجَم

(٥) جُزء (٦) مفرَد (٧) غريب (٨) مستخرج

(٩) مستدرَك (١٠) رسالة (١١) أربعين (١٢) أمالي

(١٣) أطراف۔

جامع: جامع حدیث کی اُس کتاب کو کہتے ہیں جس میں درج ذیل آٹھ قسم کی حدیثیں ذکر کی گئی ہوں: تفسیر، عقائد، آداب، اَحکام، مناقِب، سِیر، فِتَن اور علاماتِ قیامت، جیسے: "**الجامع الصحيح**" للبخاري، "**جامع الترمذي**"۔

سُنن: وہ کتاب جس میں ابوابِ فقہ کی ترتیب سے احادیثِ احکام ذکر کی گئی ہوں سنن کہلاتی ہے، جیسے: "**سنن أبي داؤد**"، "**سننِ النَسائي**"، "**سنن ابن ماجه**"۔

مُسنَد: حدیث کی وہ کتاب جس میں ہر ہر صحابی کی احادیث علیحدہ سے جمع کی گئی ہوں مُسنَد کہلاتی ہے، جیسے: "**مُسند الإمام أحمد بن حنبل**"۔

مُعجَم: وہ کتاب ہے جس میں مؤلّف نے مشائخ کے اَسماء کی ترتیبِ ہجائی پر احادیث جمع کی ہوں، جیسے: "**المُعجَم الكبير**" للطَبَراني۔

جزء: وہ کتاب جس میں کسی ایک راوی کی احادیث یا کسی ایک موضوع سے متعلق احادیث جمع کردی گئی ہوں، جیسے: "**جزء القراءة**"، "**جزء رفع اليدَين في الصّلاة**" للبخاري، "**جزء القراءة**" للبَيهقي۔

مُفرد: یہ وہ کتاب ہے جس میں کسی ایک شیخ کی روایات جمع کی گئی ہوں، جیسے: "**مُسنَد البَزّار**"، "**المعجَم الاؤسط**" للطَبَراني، "**كتاب الأفراد**" للدار قطني۔

غريبة: وہ کتاب ہے جس میں کسی ایک تلمیذ کے مفردات جمع کیے گئے

ہوں، جو اس نے اپنے کسی شیخ سے روایت کیے ہوں، جیسے: "**غرائبِ الإمام مالك**".

مُستخرج: وہ کتاب جس میں ایک مصنّف نے کسی دوسرے مصنّف کی کتاب میں مذکور احادیث کو اپنی سندوں سے بیان کیا ہو مستخرج کہلاتی ہے۔ اس کا مستفاد یہ ہے کہ ایک ہی حدیث کی سندیں زیادہ ہوجائیں، جیسے: "**المستخرج على الصحيحَين**" لأبي نُعيم الأصبهاني۔

مُستدرَك: وہ کتاب جس میں کوئی مصنّف دوسرے مصنّف کی کتاب کی ترک کردہ وہ احادیث جمع کرے جو اُس پہلے مصنّف کی شرائط کے موافق ہوں، جیسے: "**المُستدرَك**" للحاكم۔

رسالہ: جس کتاب میں جامع کے مذکورہ آٹھ ابواب میں سے کسی ایک موضوع سے متعلق احادیث جمع کی جائیں اسے اصطلاحِ حدیث میں رسالہ کہا جاتا ہے، جیسے: "**كتاب الزُهد والآداب**" للإمام أحمد۔

أربعين: جس کتاب میں کسی ایک یا مختلف موضوعات پر چالیس ۴۰ احادیثِ مبارکہ جمع کی گئی ہوں اَربعین کہلاتی ہے، جیسے: "**أربعينِ نووي**" وغیرہ۔

أمالي: وہ کتاب جس میں کسی شیخ کی املاً کروائی گئی احادیث یا فوائدِ احادیث ہوں، جیسے: "**أمالي إمام أحمد**"۔

أطراف: وہ کتاب جس میں حدیث کا کوئی ایسا جزء ذکر کیا جائے جو بقیہ حدیث پر دلالت کرے، پھر اُس حدیث کی تمام سندوں کو ذکر کیا جائے، یا اُس میں کچھ مخصوص کتابوں کی سندیں ذکر کر دی جائیں، جیسے: "**أطراف الكتب**

الخمسة“ لأبي العبّاس، و”أطراف المزی“۔

مَراسیل: وہ کتاب جس میں مرسَل احادیث جمع کی گئی ہوں، جیسے:

”مراسیلِ أبي داؤد“۔

[”شرح النخبة“ للعسقلاني، ”مقالات کاظمي“ لغزالي زمانه العلّامة الشیخ أحمد سعید الکاظمي، مقدمه ”نزهة القاري“ للعلّامة الشیخ المفتي شریف الحقّ الأمجدي، ”تذکرة المحدثین“ للعلّامة الشیخ غلام رسول السعیدي]

تقسیمِ ثانی: یہ تقسیم کتبِ حدیث کے مقبول وغیر مقبول ہونے کے اعتبار سے ہے، اس حیثیت سے کتبِ حدیث کے حسبِ ترتیب ذیل پانچ ۵ طبقے ہیں:

طبقۂ أولیٰ: وہ کتب جن میں اکثر احادیث صحیح ہیں، جیسے:

(۱) المؤطا للإمام مالك (۲) صحیح البخاري

(۳) صحیح مسلم

طبقۂ ثانیہ: وہ کتابیں جن میں صحیح، حسن اور ضعیف احادیث جمع کی گئی ہوں، لیکن یہ سب احادیث قابلِ حجت ہوتی ہیں، کیونکہ اِن کی ضعیف احادیث حدیثِ حسن کے درجہ میں ہوتی ہیں، جیسے:

(۱) سنن أبي داؤد (۲) جامع الترمذي

(۳) سنن نَسائي (۴) مُسند الإمام أحمد بن حنبل

(۵) جامع الأصول۔

طبقۂ ثالثہ: وہ کتابیں جن میں ہر قسم کی حدیثیں ہوں، مثلاً حسن، ضعیف، صالح، منکر وغیرہ، جیسے:

(۱) مُسند الطیالیسي (۲) مصنّف عبد الرزاق

(۳) مصنَّف أبي بکر بن أبي شیبه (۴) مسند أبي یعلیٰ موصلي

(۵) مُسند عبد بن حُمَید (۶) المعجَم الکبیر

(۷) المعجم الصغیر (۸) المعجم الأوسط للطَبَراني

(۹) سنن البَیهقي (۱۰) شُعَب الإیمان للبَیهقي

(۱۱) الطحاوي۔

طبقۂ رابعہ: وہ کتابیں جن میں چند احادیث کے علاوہ سب ضعیف ہوں جیسے:

(۱) **”الضعفاء“** لابن حِبّان (۲) **”کامل ابن عدي“**

(۳) **کتب الخطیب** (۴) **وأبي نُعیم**

(۵) **والجوزقاني** (۶) **وابن عساکر**

(۷) **وابن النجّار** (۸) **والدَیلمي.**

طبقۂ خامسہ: وہ کتابیں جن سے موضوع احادیث معلوم کی جاتی ہیں، جیسے:

(۱) **کتاب الموضوعات** لابن الجوزي

(۲) **تذکرة الموضوعات** لمحمد طاهر الفَتني

(۳) **الموضوعات الكبرىٰ** لعلي القاري

(٤) **اللآلي المصنوعة**

(٥) **التعقّبات على الموضوعات (النكت البديعات)** للسيوطی،

وغير ذلك من كتب القوم۔

[”حجّة اللّٰه البالغة“ للشاه ولي اللّٰه الدهلوي، المبحث السابع، باب طبقات كتب الحديث، الجزء الأوّل، ص۔٣٠٤۔٣٠٩ ملتقطاً]۔

کتبِ ستّہ کا بیان

کتبِ ستہ حدیثِ پاک کی وہ چھ کتابیں ہیں جن کی صحت پر تمام محدّثین کا اتفاق ہے، وہ یہ ہیں:

(١) صحيح البخاري (٢) صحيح مسلم (٣) جامع الترمذي

(٤) سنن النسائي (٥) سنن ابن ماجه (٦) سنن أبي داؤد۔

نوٹ: پہلی دو کتابوں کو ”صحیحَین“، باقی چاروں کو سنَنِ اَربعہ کہا جاتا ہے۔

شمارِ کتبِ ستہ میں اختلاف: بعض محدّثین کے نزدیک ” ابنِ ما جہ“، صحاحِ ستّہ میں شامل نہیں، بلکہ وہ اس کے بجائے ”**مؤطا امام مالك**“ کو صحاحِ ستّہ میں شمار کرتے ہیں، جبکہ بعض دیگر ”**ابنِ ما جه**“ کے بجائے ”**سُننِ دارمي**“ کو کتبِ ستہ میں شامل کرتے ہیں۔

نوٹ: مذکورہ بالا کتبِ ستّہ کو اکثریت اور اَغلبیت کے اعتبار سے صحیح کہا جاتا

ہے؛ کیونکہ اِن میں اکثر احادیث صحیحہ ہونے کے باوجود حسن اور بعض ضعیف حدیثیں بھی موجود ہیں۔

جَرح وتعدیل

جَرح: محدّثینِ کرام مختلف الفاظ سے کبھی کسی راوی کا ایسا عیب بیان کرتے ہیں جو روایت میں اس راوی کے غیر معتمد ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اِسی کو مصطلحِ حدیث میں ”جَرح“ کہا جاتا ہے، مثلاً اس راوی کی طرف ضعف یا سوءِ حفظ یا جہالت وغیرہ کو منسوب کرتے ہیں۔

تعدیل: یہی محدّثینِ کرام جب کسی راوی کو عدل، ثقہ، ضبط یا حافظ وغیرہ کے اوصاف سے موصوف کریں تو اسے مصطلحِ حدیث میں ”تعدیل“ کہا جاتا ہے۔

جمہور ائمۂ محدّثین وفقہاء واصولیین کا اس بات پر اِجماع ہے کہ اُن رُواۃ کی روایات حُجت ہیں جن میں عدالت وضبط پایا جائے، اور جن میں یہ وصف نہ ہو اُن کی روایات حُجت نہیں۔

عدالت: یہ وہ صفت ہے جس کا موصوف مسلمان، بالغ، عاقل، صاحبِ تقویٰ ومُروّت، یعنی اَوامِر پر عمل کرنے والا، اور نواہی سے اِجتناب برتنے والا، اخلاق کی اچھائیوں اور اچھی خصلتوں سے متّصف ہو۔

ضبط: راوی کا روایت کرتے ہوئے غافل نہ ہونا، حافظ ہونا جبکہ اپنے حافظہ سے حدیث بیان کرے، اچھی طرح احتیاط کے ساتھ لکھنا جبکہ اُس لکھے ہوئے سے حدیث بیان کرتا ہو، اور اگر حدیث بالمعنی بیان کرے تو اُس کے معانی کا اچھی

طرح علم رکھتا ہو، اِن تمام باتوں کا اہتمام ضبط کہلاتا ہے۔

ضبط کی درج ذیل دو ۲ قسمیں ہیں:

۱۔ضبطِ صَدر: اِس سے مراد یہ ہے کہ راوی جو کچھ سُنے اُسے حفظ کرلے اور اسے اپنے سینے میں وقتِ تحمّل (سماعت) سے وقتِ اداء (بیان کرنے) تک اس طرح سے محفوظ رکھے کہ جب ضرورت ہو تو اسے وہ روایت مستحضر ہو۔

۲۔ضبطِ کتابت: یہ ہے کہ وقتِ تحمّل سے وقتِ اداء تک اس کا لکھا تغیر، تبدّل، زیادت اور نقص سے محفوظ ہو۔

راوی کی عدالت اور اس کے ضبط کو پہچاننے کا طریقہ

الف: عدالت درج ذیل دو ۲ چیزوں میں سے کسی ایک چیز سے جانی جاتی ہے:

۱۔شُہرت: اس سے مراد یہ ہے کہ جس راوی کی عدالت محدّثین اور دیگر علماء کے نزدیک مشہور ہوجائے کہ وہ عادل ہے، اور اُس کی عدالت کے بارے میں تحقیق کی حاجت نہ ہو، اور نہ ہی اُس کے بارے میں علمائے جَرح وتعدیل کی رائے معلوم کرنے کی ضرورت ہو، جیسے: ائمۂ مذاہبِ اربعہ، ابن عیَینہ، ثوری، زُہری، اَوزاعی، لیث بن سعد، شعبہ بن حَجّاج، ابنِ مبارک، وکیع بن جرّاح، بخاری، یحیی بن مَعین، علی بن مَدینی، اسحاق بن راھوِیہ وغیرہ ایسے رواۃ جن کے ذکر کو اللہ نے عام اور ان کی شان کو بلند کیا۔

۲۔تعدیلِ ائمۂ جَرح وتعدیل: کسی ایسے امام کا عدالتِ راوی بیان کرنا

جو اس شان کا مالک ہو کہ اُس کی جرح وتعدیل قبول کی جاتی ہو۔ یہی قول صحیح تر ہے، جس پر امام ابن صلاح وغیرہ نے اعتماد کیا، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ کم از کم دو اماموں کا تعدیل کرنا ضروری ہے۔

ب: ضبط، اس کا علم کسی راوی کی روایت کو ضابطین، مُتقِنین اور ثِقات کی روایات سے موازنہ کرنے سے حاصل ہوتا ہے، اگر اُس کی روایت غالب طور پر اُن ثِقات کی روایات کے موافق ہو تو وہ ضابط ہے، اور اگر نادراً مخالفت ہو، تو اُس سے اس کے ضبط میں کوئی فرق نہیں پڑتا، اور اگر اکثر اُس کی روایت ثِقات کی روایات سے مخالف ہو، تو ایسے راوی کا ضبط مشکوک ہوجاتا، اور اس کی حدیث حُجت نہیں رہتی۔

قواعدِ جَرح وتعدیل

علمِ جَرح وتعدیل چند قواعد وضوابط کا مجموعہ ہے جن میں سے بعض درج ذیل ہیں:

پہلا قاعدہ: تعدیل میں اِجمال اور جَرح میں تفصیل۔

تعدیل بغیر کسی ذکرِ سبب کے مقبول ہے؛ اس لیے کہ اس کے اسباب کثیر ہیں جن کا اِحاطہ مشکل ہے، جبکہ جَرح اس وقت تک مقبول نہیں جب تک اُس کا سبب واضح نہ ہو۔

دوسرا قاعدہ: تعارُضِ جَرح وتعدیل:

جب کسی راوی میں جَرح وتعدیل اس طرح جمع ہوجائیں کہ ائمۂ جَرح

وتعدیل میں سے کوئی ایک یا ایک سے زائد اُس کی جَرح کرے، اور دوسری طرف اُنہیں اَئمہ میں سے کوئی ایک یا ایک سے زائد اُسی راوی کی تعدیل کرے، تو معتمد یہ ہے کہ جَرح تعدیل پر مقدّم ہوگی، قطع نظر اِس کے کہ معدّلین کی تعداد زائد ہے یا جارحین کی۔

نیز جَرح تعدیل پر مقدّم اُس وقت ہوگی جب جَرح مفسَّر ہو، اور جارح متعنّت (متعصب) معروف نہ ہو، نیز معدّل نے تعدیل کرتے وقت اُس سبب کی نفی نہ کی ہو جسے جارح نے جَرح کرتے وقت بیان کیا ہے، بصورتِ دیگر تعدیل جَرح پر مقدّم ہوگی۔

تیسرا قاعدہ: شروطِ جارح ومعدِّل:

جَرح ایسے شخص کی قبول کی جاتی ہے جو انتہائی عادل، متیقّظ (حاضر دماغ) اور اَسبابِ جَرح، عدالت اور ضبط وغیرہ کی معرفتِ تامّہ رکھتا ہو، اور اپنی اِس معرفت کے ذریعے رُواۃ پر حکمِ جَرح کی حُسنِ تطبیق بھی جانتا ہو، نیز رُواۃ اور اُن کی مَرویات کے اَحوال سے بخوبی واقف ہو۔

محدّثینِ کرام کا اِس بات پر اتفاق ہے کہ ایسے شخص کی جَرح مقبول نہیں ہوگی جو جَرح کرنے میں اِفراط وتفریط سے کام لے، اور نہ ہی ایسے شخص کی تعدیل قبول ہے جو تعدیل میں مفرِط ہو۔

مُعدِّل کی شرائط میں سے مزید یہ بھی ہے کہ اس میں علم، تقویٰ اور وَرع ہو، اور تعصّب وہَوائے نفس سے دُوری ہو۔

وہ ائمۂ کرام جو اِن اوصافِ مذکورہ سے متصف ہیں اور فنِ جَرح وتعدیل میں مشہور ہیں، اُن میں سے چند کے نام یہ ہیں: مالک بن انس، اَوزاعی، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، وکیع بن جرّاح، عبدالرحمٰن بن مہدی، احمد بن حنبل اور ائمۂ کتبِ ستّہ وغیرہ۔ اس بارے میں امام شمس الدین سخاوی کا ایک رسالہ ہے جس کا عنوان: ''**المتكلّمون في الرجال**'' ہے۔

تعدیلِ مبہم: تعدیلِ مبہم سے مراد یہ ہے کہ راوی جس سے روایت کر رہا ہے اُس کا نام ذکر نہ کرے، بلکہ یوں کہے: ''**حدّثني الثقة**''، تو مذہبِ جمہور کے مطابق یہ تعدیل قبولِ روایت کے لیے کافی نہیں؛ اس لیے کہ جس کی تعدیل کی جارہی ہے، ہوسکتا ہے کہ وہ اُس ''حَدّثني'' کہنے والے کے نزدیک تو ثقہ ہو، لیکن کسی اور امام کے نزدیک وہ مجروح ہو، لہٰذا ضروری ہے کہ اُس کا نام ذکر کیا جائے تاکہ معاملہ واضح ہو اور اُس کی پہچان ہوجائے۔

اگر اس ''**حدّثني الثقة**'' کے کہنے والے وہ ائمۂ مجتہدین ہوں جن کی اتباع کی جاتی ہے، جیسے ائمۂ مذاہبِ اربعہ، تو اِن کے مذہب کی موافقت کرنے والے کے حق میں وہ قول: ''**حدّثني الثقة**'' کفایت کرے گا۔

مراتبِ تعدیل: مراتبِ تعدیل حسبِ ترتیبِ ذیل چھ ٦ ہیں، اِن میں سے ہر بعد والا پہلے سے ہلکا ہے:

١۔ ان میں سب سے بلند وصف وہ ہے جو مبالغہ پر دلالت کرے یا اُسے اسمِ تفضیل کے ساتھ تعبیر کیا جائے، جیسے: ''**أوثق النّاس**''، ''**أضبط النّاس**''، ''**إليه**

"المنتهى في التثبُّت"، "لا أعرف له نظيراً في الدنيا"، "من أكّد مدحه".

٢۔اسی طرح محدّثین کا قول کسی راوی کے بارے میں: **"فلانٌ لا يُسأل عنه".**

٣۔کسی صفت کے ساتھ تاکید ذکر کرنا، جو اُس راوی کی توثیق پر دال ہو، جیسے: **"ثقة ثقة"، "ثبت ثبت"، "ثقة مأمون"، "ثبت حجّة"، "ثقة ثبت"، "ثقة حافظ".**

٤۔صرف کسی ایک ایسے صیغہ کے ذریعے تعدیل کی جائے جو اس راوی کی توثیق پر دال ہو، جیسے: **"ثقة"، "ثبت"، "كأنّه مُصحَف"، "مُتقِن"، "عدل"، "حُجّة"، "إمام"، "ضابط"، "حافظ"، "حجّة أقوى من الثقة".**

٥۔محدّثین کا قول کسی راوی کے بارے میں: **"ليس به بأس"، "لا بأس به"، "صَدوق"، "مأمون"، "خيار الخَلق".**

٦۔اور وہ کلمہ جو جَرح کے قُرب کا اشارہ دے، اور یہ ادنیٰ مرتبۂ توثیق ہے، جیسے محدّثین کا کہنا: **"ليس ببعيد من الصواب"، "شيخ"، "يُروى حديثه"، "يعتبر به"، "شيخ وَسَط"، "روى عنه النّاس"، "صالح الحديث"، "يُكتب حديثه"، "مُقارِب الحديث"، "صوَيلح"، "صَدوق إن شاء الله"، "أرجو ألاّ بأس به".**

مراتبِ جَرح: مراتبِ جَرح بھی حسبِ ترتیبِ ذیل چھ٦ ہیں، اِن میں سے ہر بعد والا پہلے سے ہلکا ہے:

١۔ جب محدّثینِ کرام کسی راوی کے بہت زیادہ جھوٹے ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہیں تو اس کے بارے میں کہتے ہیں: **"أكذب النّاس"، "إليه المنتهى في الكذب"، "وهو ركن الكذب"، "منبع الكذب"، "معدن الكذب".**

٢۔ اس سے کم مرتبہ مجروح راوی کے بارے میں کہتے ہیں: **"دجّال"، "كذّاب"، "وضّاع"، "يضع"، "يكذب".**

٣۔ اسی طرح محدّثین کا کہنا: **"فلان يسرق الحديث"، "متّهم بالكذب"، "متّهم بالوضع"، "ساقط"، "متروک"، "هالک"، "ذاهب الحديث"، "تركوه"، "لا يعتبر به".**

٤۔ اسی طرح محدّثین کا قول: **"فلان رُدّ حديثه"، "مردود الحديث"، "ضعيف جدّاً"، "واهٍ بمرّةٍ"، "طرحوه"، "مطروح الحديث"، "لا يكتب حديثه"، "ليس بشيء"، "لا شيء".**

٥۔ اِس کے بعد کے الفاظ یہ ہیں: **"فُلان لا يحتجّ به"، "ضعّفوه"، "مضطرب الحديث"، "له مَناكير"، "ضعيف"، "منكَر الحديث".**

٦۔ اِن سب سے کم مرتبہ الفاظِ جَرح یہ ہیں: **"فيه مقال"، "ضُعِّف"، "ليس بذلك"، "ليس بالقوي"، "فيه شيء"، "غيره أوثق منه"، "سَيّءُ**

"الحفظ"، "فيه لين"، "تكلّموا فيه"، "سكتوا عنه"، "فيه نظر"، "ليس بالحافظ"، "فيه جهالة". ["الإيضاح"، معرفة صفة من تقبل روايته ومن ترد، مراتب التجريح... إلخ، ص۲۹۷]۔

مؤلّفاتِ جَرح وتعدیل

ائمہ کرام نے راویوں کی جَرح وتعدیل کے فن میں کئی کتب تالیف فرمائیں، کسی میں فقط ثِقات، کسی میں صرف ضعفاء، تو کسی میں دونوں کے بارے میں معلومات جمع فرمادیں۔ ان تصانیف میں سے کچھ یہ ہیں:

۱. **الضعفاء الكبير**: ابوجعفر محمد بن عمرو بن موسیٰ عُقَیلی (ت۳۲۲ھ) کی تالیف ہے، جس میں انہوں نے کثیر ضعفاء اور کذّابین کا اُن کی بعض مرویات کے ساتھ تعارف بیان کیا ہے۔

۲. **الكامل في الضعفاء**: ابو احمد عبد اللہ بن عدی جرجانی (ت۳۶۵ھ) کی تالیف کردہ ایک بڑی کتاب ہے، جس میں انہوں نے ہر اس راوی کے بارے میں وضاحت کی ہے جس میں کچھ کلام ہو، اور انہوں نے اس کتاب کو حروفِ تہجی کے اعتبار سے مرتب کیا ہے۔

۳. **الثِقات**: ابو حاتم بن حِبّان بُستی (ت۳۵۴ھ) کی تالیف ہے، لیکن انہوں نے اس کتاب میں بہت سے مجہولین کا ذکر بھی کیا ہے، لہٰذا کسی راوی کی توثیق محض اِس حیثیت سے کہ اُس کا ذکر اِس کتاب میں ہے، یہ ادنیٰ درجۂ توثیق ہے۔

۴. **الجَرح والتعديل**: عبد الرحمٰن بن ابو حاتم رازی (ت۳۲۷ھ) کی

تالیف ہے، انہوں نے جَرح وتعدیل سے متعلق ایک اہم مقدّمہ سے اِس کتاب کو ممتاز کیا ہے۔

۵. **ميزان الاعتدال**: حافظ شمس الدین ذہبی کی تالیف ہے جس میں انہوں نے ہر اس راوی کا ذکر کیا ہے جس کے بارے میں کچھ کلام ہو، اگرچہ وہ ثقہ ہو، جبکہ بعض حضرات کے تعارف کے ساتھ کچھ اَحادیث یا اکثر اس کی غرائب اور مَناکیر کو ذکر کیا ہے، اس کتاب میں راویوں کے نام حروفِ تہجی کی ترتیب سے ہیں جو کہ بہت مفید ہے، نیز حافظ عراقی کی اِس کتاب پر ذیل بھی ہے۔

۶. **لسان الميزان**: حافظ ابن حجر عسقلانی (ت۸۵۲ھ) کی تالیف ہے، جس میں انہوں نے "میزان الاعتدال" اور ذیلِ عراقی کو ملا کر مزید اس پر کچھ زیادات اور اہم استدراکات کا اضافہ کیا ہے۔

۷. **الرفع والتكميل في الجرح والتعديل**: ابو الحسنات عبد الحی لکھنوی (ت۱۳۰۴ھ) کی تالیف ہے جو جَرح وتعدیل کے قواعد سے متعلق ہے، اور یہ اِس موضوع پر ایک اچھی اور نفع بخش کتاب ہے، جو ایک جلد میں طبع ہوئی ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ
وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِيْنَ۔

مآخذ ومراجع

(١) المسند، أحمد بن حنبل (ت٢٤١هـ)، بيروت: دار الفكر ١٤١٤هـ۔

(٢) صحيح البخاري (٢٥٦هـ)، الرياض: دار السّلام ١٤١٩هـ۔

(٣) صحيح مسلم (ت٢٦١هـ)، الرياض: دار السّلام ١٤١٩هـ۔

(٤) صحيح ابن حِبّان (ت٢٥٤هـ)، الأردن: بيت الأفكار الدولية۔

(٥) جامع الترمذي (ت٢٧٩هـ)، الرياض: دار السّلام ١٤٢٠هـ۔

(٦) سنن أبي داود (ت٢٥٧هـ)، الرياض: دار السّلام ١٤٢٠هـ۔

(٧) سنن النَسائي (ت٣٠٣ هـ)، بيروت: دار الفكر ١٤٢٦هـ۔

(٨) سنن ابن ماجه (ت٢٧٥هـ)، بيروت: دار إحياء التراث ١٤٢١هـ۔

(٩) المؤطا، مالك بن أنس (ت١٩٥هـ)، بيروت: المكتبة العصرية ١٤٢٣هـ۔

(١٠) سنن الدارمي (ت٢٥٥هـ)، كراتشي: قديمي كتب خانه ١٣٢٧هـ۔

(١١) مسند أبي يعلى الموصلي (ت٣٠٧هـ)، بيروت: دار الفكر ١٤٢٢هـ۔

(١٢) السنن الكبرى، النَسائي (ت٣٠٣ هـ)، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤١١هـ۔

(١٣) المصنف، أبو بكر بن أبي شيبة (ت٢٣٥هـ)، الرياض: مكتبة الرشد ١٤٠٩هـ۔

(١٤) المعجم الأوسط، سليمان بن أحمد طبراني (ت٣٦٠هـ)، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤٢٠هـ۔

(١٥) شرح معاني الآثار، أبو جعفر الطحاوي (ت٣٢١هـ)، كراتشي: قديمي كتب خانه۔

(١٦) "التمهيد"، ابن عبد البرّ (ت٤٦٣هـ)، المغرب: وزارة عموم الأوقاف والشؤون الإسلامية ١٣٨٧هـ۔

(١٧) حِلية الأولياء وطبقات الأصفياء، أبو نعيم الأصفهاني (ت٤٣٠هـ)، ملتان: اداره تاليفات اشرفيه ١٤٢٣هـ۔

(١٨) نظم المتناثر من الحديث المتواتر، الكتاني (١٩٢٧هـ)، بيروت: دار الكتب العلمية ١٤٠٧هـ۔

(١٩) العلل الواردة في الأحاديث النبوية، الدارقطني (ت٣٨٥هـ)، تحقيق محفوظ الرحمن السلفي، الرياض: دار طيبة ١٤٠٥هـ۔

(٢٠) الفرج بعد الشدّة، ابن أبي الدنيا، تحقيق ياسين السواس، دمشق: دار البشائر ١٤١٢هـ۔

(٢١) علل ابن أبي حاتم (ت٣٢٧هـ)، بيروت: دار المعرفة ١٤٠٥هـ۔

(٢٢) جامع التحصيل، أبو سعيد العلائي (ت٦٧١هـ)، بيروت: عالَم الكتاب ١٤٠٧هـ۔

(٢٣) معرفة علوم الحديث، الإمام الحاكم (ت٤٠٥هـ)، بيروت: دار إحياء العلوم ١٤٠٦هـ۔

(٢٤) ميزان الاعتدال في نقد الرجال، الذهبي (ت٧٤٨هـ)، بيروت: دار المعرفة۔

(٢٥) طبقات الفقهاء الشافعية، ابن الصّلاح (ت٦٤٣هـ)، بيروت: دار البشائر الإسلامية ١٤١٣هـ۔

(٢٦) تاريخ بغداد مدينة السلام، الخطيب البغدادي (٤٦٣هـ)، بيروت: دار الفكر ١٤٢٤هـ۔

(٢٧) نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر، ابن حجر العسقلاني (ت٨٥٢هـ)، تحقيق: نور الدين عتر، كراتشي: مكتبة المدينة ١٤٢١هـ۔

(٢٨) الإيضاح في علوم الحديث والاصطلاح، مصطفى سعيد الخن، وبديع السيد اللحام، بيروت: دار الكلم الطيب١٤٢٥هـ۔

(٢٩) حجّة اللّٰه البالغة، شاه ولي اللّٰه (١١٨٠هـ)، كراتشي: قديمي كتب خانه۔

المنظومة البيقونية

بسم الله الرحمن الرحيم

أبـدأ بالحمـد مصـلّياً علـى محمـد خـير نـبي أُرسـلا
وذي من أقسام الحـديث عِـدّه وكـلٌّ واحـد أتـى وحـدّه
أوّلها الصحيح وهو مـا اتّصـلْ إسـناده ولم يشـذّ أو يُعمـلْ
يرويه عدل ضابط عـن مثلـه معتمـد في ضـبطه ونقلـه
والحسن المعروف طرْقاً وغـدتْ رجاله لا كالصحيح اشـتهرتْ
وكلّ ما عن رتبة الحُسن قصُـرْ فهو الضعيف وهو أقسامٌ كثُـرْ
ومـا أضـيف للـنبي المرفـوعُ ومـا لتـابع هـو المقطـوع
والمسند المتّصـل الإسـناد مـن راويه حتّى المصـطفى ولم يـبِن
وما بسـمع كـلّ راوٍ يتّصـلْ إسـناده للمصـطفى فالمتّصـلْ
مسلسل قُل ما على وصف أتـى مثـل أمـا والله أنبـاني الفـتى
كـذاك قـد حدّثنيـه قائمـا أو بعـد أن حـدَّثني تبسّـما
عزيز مـروي اثـنين أو ثلاثـهْ مشهور مروي فوق مـا ثلاثـهْ
معنعن كعن سعيد عـن كـرَمْ ومُبهم مـا فيـه راوٍ لم يُسَـمْ
وكلّ ما قلّـت رجالـه عـلا وضدّه ذاك الـذي قـد نـزلا

وما أضفْتَه إلى الأصــحاب مــن   قول وفعل فهو موقوف زُكِــنْ
ومرسل منه الصــحابي ســقطْ   وقُل غريب ما روى راوٍ فقــط
وكــلّ مــا لم يتّصــل بحــالِ   إســنادهُ منقطــع الأوصــال
والمعضل الســاقط منــه اثنــان   ومــا أتــى مدلَّســاً نوعــان
الأول: الإســقاط للشــيخ وأن   ينقلَ عمّــن فوقــه بعــن وأن
والثانِ: لا يسقطه لكن يصــفْ   أوصــافه بمــا بــه لا ينعــرفْ
ومــا يخــالفْ ثقــة بــه المــلا   فالشاذ والمقلوب قســمان تــلا
إبــدال راوٍ مــا بــراوٍ قســم   وقلــب إســناد لمــتن قســم
والفــرد مــا قيّدتَــه بثقــة   أو جمع أو قصــر علــى روايــة
وما بعلّــة غمــوض أو خفــا   معلّــل عنــدهم قــد عُرفــا
وذو اخــتلاف ســند أو مــتن   مضطربٌ عنــد أُهَيــل الفــن
والمدرجات في الحديث ما أتــت   من بعض ألفاظ الرواة اتّصــلت
وما روى كلّ قرين عــن أخــهْ   مدبَّج فاعرفْــه حقّــاً وانتخــهْ
متّفــق لفظــاً وخطّــاً متّفِــق   وضدّه فيمــا ذكرنــا المفتــرق
مؤتلِــف متّفــق الخــطّ فقــط   وضدّه مختلف فــاخْش الغلــط
والمنكــر الفــرد بــه راو غــدا   تعديلــه لا يحمــل التفــرُّدا
متروكه ما واحــد بــه انفــردْ   وأجمعوا لضَــعفه فهــو كــرَدْ
والكــذب المختلــق المصــنوع   على الــنبي فــذلك الموضــوع
وقد أتت كــالجوهر المكنــون   سمّيتُهــا منظومــة البيقــوني

فــوق الــثلاثين بــأربعٍ أتــت   أبياتهــا تمّــت بخــير خُتمــتْ

صلّوا عليــه وســلّموا تســليما   وآلــــه وصـــحبه تكريمـــا

صلّى عليــك الله يــا مولانــا   وآلــك وصـــحبك رجانــا[١]

---

(١) هذان البيتان الأخيران زيادة من الفقير محمد أسلم رضا.